مسلسل اشاعت کے ترپن سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

بیاد
حضرت
مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ
مولانا سمیع الحق شہیدؒ

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

642-643 / جمادی الاول، جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ فروری، مارچ ۲۰۱۹ء

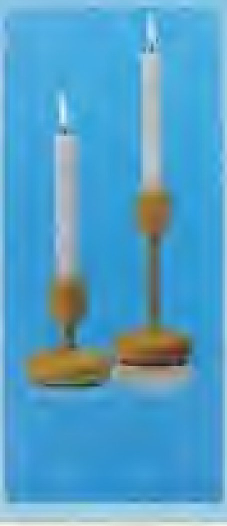

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جلد نمبر 54
شمارہ نمبر 5-6
جمادی الثانی رجب ۱۴۴۰ھ
فروری، مارچ ۲۰۱۹

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: پاکستان و ہندوستان کی حالیہ کشیدگی۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قاتلوں کی عدم گرفتاری؛ عم محترم الحاج مولانا اظہار الحق صاحب کا سانحہ ارتحال ...... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۵
- رد قادیانیت .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ ۱۲
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے فضل و مقام کا اعتراف .... مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی ۱۷
- یادوں کے دیپ .... مولانا عبدالمجید ۲۳
- شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مکارم اخلاق کی رعنائی و دلربائی .... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۹
- حضرت والد ماجد الحاج مولانا اظہار الحق حقانی کی رحلت .... مولانا عرفان الحق حقانی ۳۲
- شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد اللہ جانؒ .... مفتی ڈاکٹر حسن نعمانی ۳۹
- مغرب سے مرعوب ذہنیت اور احساس کمتری .... جناب ڈاکٹر اسعد زمان ۴۸
- افکار و تاثرات .... (مولانا قاضی فضل اللہ، مولانا ابو اسعد خلیل احمد، جنرل مرزا اسلم بیگ، مولانا ابن الحسن عباسی، جناب شیرزادہ) .... ادارہ ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۸
- تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ/-40روپے، سالانہ/-400روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
ناشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

642-643 / جمادی الثانی، رجب ۱۴۴۰ھ فروری مارچ ۲۰۱۹ء

نقش آغاز   مولانا راشد الحق سمیع

پاکستان و ہندوستان کی حالیہ کشیدگی

مملکت پاکستان کا وجود میں آتے ہی دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی اور جنگوں کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے، تاہم کشیدگی کا یہ سلسلہ کبھی دب جاتا ہے اور کبھی زوردار انداز سے اچانک رونما ہو جاتا ہے، گزشتہ دو تین ہفتوں سے دونوں ایٹمی طاقتیں پاکستان و بھارت بارڈر پر ایک بار پھر آمنے سامنے ہیں، بھارت نے مقبوضہ جموں کشمیر میں ۴۴ بھارتی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اپنے لڑاکا طیاروں کے ساتھ پلوامہ حملے کا مورد الزام ٹھہرائے گئے پاکستان کے زیر کنٹرول آزاد کشمیر پر حملہ کیا، پاکستان نے اس حملے کا جواب دیتے ہوئے دو بھارتی لڑاکا طیاروں کو مار گرایا، اور بھارتی پائلٹ ابھی نندن کو گرفتار کیا، تاہم پاکستان نے اس واقعے کے محض ایک ہی دن بعد اس قیدی کو بھارت کے حوالے کر دیا لیکن قیدی کی رہائی کے باوجود بھارت کے ارادے و نیت پاکستان کے لئے مثبت نہیں۔ تصادم اور کشیدگی کے واقعات کے رونما ہونے کا سارا تعلق ''مسئلہ کشمیر'' ہی ہے۔ فائر بندی معاہدے کی رو سے دونوں ملکوں نے کشمیر سے اپنی اپنی فوجیں واپس بلانی تھیں اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اقوام متحدہ کی زیر نگرانی منعقد ہونے والے ریفرنڈم کے ذریعے تعین کیا جانا تھا، تاہم بھارت کی مخالفت اور ہٹ دھرمی کے باعث یہ ریفرنڈم آج تک نہ ہو سکا، اب تک تقریباً ایک لاکھ انسانی جانیں بھارت کے مظالم کے بھینٹ چڑھ چکی ہیں اور پندرہ لاکھ کے قریب باشندے اس علاقے سے نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ بھارت کی طرف سے کشمیریوں پر بے انتہا مظالم روا رکھے جا رہے ہیں، روزانہ بلا اشتعال فائرنگ سے بے گناہ اور مظلوموں کا خون بہایا جاتا ہے، حقوق انسانی کے علمبردار بھی خاموش تماشائی بن کر یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ تصادم، لڑائی اور جنگ کسی بھی صورت میں دونوں ممالک کے لئے سود مند ثابت نہیں ہو سکتی۔

ہندوستانی ہٹ دھرمی کے باوجود پاکستانی ارباب اختیار نے ہندوستان اور بین الاقوامی سازشی عناصر کے کھیل کو بڑی حکمت اور دور اندیشی کے ساتھ ناکام بنایا، مگر ہندوستان کی متعصب قیادت چین سے بیٹھنے والی نہیں اور نہ یہ سلسلہ تھمنے والا ہے، دشمن کبھی افغانستان کے راستے سے، کبھی بلوچستان اور کبھی کسی اور راستے سے وار کرے گا، اس لئے ہمیں دفاع پاکستان کے لئے بہت محتاط و ہوشیار رہنا پڑے گا۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کے قاتلوں کی عدم گرفتاری؟

۷ مارچ ۲۰۱۹ء (اکوڑہ خٹک) راولپنڈی کی عدالت نے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سیکرٹری مولانا سید احمد شاہ کو رہا کردیا، جو گزشتہ ساڑھے چار ماہ سے مسلسل مختلف تحقیقاتی ٹیموں اور پولیس وغیرہ کی تحویل میں تھے، وقوعہ کے تیسرے روز مولانا سید احمد شاہ از خود رضا کارانہ طور پر شامل تفتیش ہوگئے تھے اور شروع دن ہی سے مولانا کے صاحبزادگان اور مولانا سید احمد شاہ پولیس و دیگر تحقیقاتی ٹیموں کے ساتھ اس سلسلے میں بھرپور معاونت کررہے تھے اور اس کیساتھ ساتھ متعدد مواقع اور مختلف سیاسی جلسوں و پریس کانفرنسوں میں حضرتؒ کے خاندان نے کھل کر اس بات کا بار بار اظہار کیا کہ حضرتؒ کے قتل کیس میں مولانا سید احمد شاہ بے گناہ ہیں اور انہیں طویل عرصہ کی تحقیقات کے بعد رہا کردینا چاہیے لیکن حکومت نے خدا جانے کس ’’حکمت‘‘ کے تحت چار ماہ تک مسلسل انہیں رہا نہیں کیا۔ پولیس نے انہیں دفعہ ۵۴ کے تحت صرف شک کی بنیاد پر شامل تفتیش کیا تھا۔ آج عدالت نے ہمارے موقف کی تائید کردی ہے اور مولانا سید احمد شاہ کو بیگناہ قرار دے کر باعزت رہائی کا حکم صادر کردیا ہے۔ دارالعلوم کے ترجمان نے اس موقع پر کہا کہ شروع دن ہی سے ایف آئی آر میں ہم نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے اصل قاتل بھیانک سازش کو تیار کرنے والے اسلام اور پاکستان دشمن بیرونی ممالک وعناصر ہیں۔ ان کی نظروں میں شروع دن ہی سے حضرت مولاناؒ کی ذات اور دارالعلوم حقانیہ کی حیثیت کھٹکتی تھی، قتل میں براہ راست ان کے شہریوں اور ایجنٹوں نے حصہ لیا ہے، جیسے کہ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق شہید اور جنرل اختر الرحمن کو راستے سے ہٹایا گیا تھا، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی شہادت کی تحقیقات بھی تیس برس بعد بھی سامنے نہ آسکیں اور نہ ہی سابقہ وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کی تحقیقات بارہ برس بعد بھی واضح نہ ہوسکیں۔ اب حکومت پاکستان، وزارت خارجہ اور وزدارت داخلہ کو حضرت مولاناؒ کی شہادت پر ان قوتوں کے خلاف ہر سطح پر مؤثر آواز اٹھانی چاہیے۔ آخر حضرت مولاناؒ جیسے محب وطن، عظیم پاکستانی سیاستدان کے قاتلوں کی عدم گرفتاری یا اس پر اسٹینڈ نہ لینا اور نہ احتجاج کرنا کس بات کی غمازی ہے؟ دفاع پاکستان کے تحفظ کیلئے ہی عمر بھر آپ نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں پر پاکستان و اسلام کے عظیم سپہ سالار اور جرأتمند رہنما تھے۔ کیا زندہ قومیں اپنے ہیروز کو یونہی فراموش کردیتی ہیں؟ ہم نے اپنے طور پر منبر سے لیکر پارلیمنٹ تک اور وہاں سے پاکستان کی عدالتوں اور مقتدر حلقوں کے تمام چھوٹے بڑے افسران، وزیروں، مشیروں سے انصاف کی درخواست کی لیکن ان چار ماہ میں ہماری ساری کوششیں اور مظلومانہ صدائیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ عملی طور پر تحقیقات کا نتیجہ آج بھی صفر بہ صفر ہے، نہ

قاتل تلاش کئے جاسکے نہ آلہ قتل برآمد کیا جاسکا اور اب بھی ہمارا یہ موقف اور مطالبہ ہے کہ حضرت مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کیلئے تمام تفتیشی ادارے منطقی نتائج دیں کیونکہ اصل قاتلوں کی عدم گرفتاری ملک وحکومت کیلئے ایک سوالیہ نشان رہیگا اور ہم آخر تک اصل قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبہ پر قائم رہیں گے۔

عم محترم الحاج حضرت مولانا اظہار الحق صاحب کا سانحہ ارتحال

شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی المناک شہادت و جدائی کے بعد خاندانِ حقانی پر ٹھیک تین ماہ بعد دوسرا بڑا حادثہ عم محترم الحاج مولانا اظہار الحق صاحب کی طویل علالت کی صورت میں پیش آیا، پے در پے حادثات کے باعث خاندانِ حقانی غم و الم سے دوچار ہے لیکن انا للہ ما اخذہ وللہ اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمی عم محترم خان گل، حضرت والد صاحبؒ کے بعد بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، صحت وتوانائی کے لحاظ سے بھی قابل رشک تھے مگر چار پانچ برس پہلے اچانک حادثہ کے باعث الزائمر بیماری کے شکار ہوگئے تھے جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی اور کچھ عرصہ سے مکمل طور پر صاحب فراش تھے، آپ حضرت والد صاحبؒ کے دارالعلوم میں دست راست تھے، خاندانی ومدرسہ کے امور میں آپ اِن کے خصوصی مشیر تھے، بیماری کے دوران حضرت والد صاحبؒ مسلسل ان کی تیمارداری کرتے رہے اور ہر وقت ان کی صحت کے بارہ میں پریشان رہتے اور ان کی دارالعلوم کے لئے خدمات کا ذکر فرماتے رہتے۔ آپ نے تقریباً دارالعلوم کے مختلف شعبوں میں دفتر اہتمام، مطبخ وتعمیرات میں پچیس تیس برس تک خدمات سرانجام دیں اور دن رات ایک کرکے اس گلشن کی تعمیر وترقی میں اپنا خونِ جگر شامل کیا۔ آپ نہایت محنتی انسان تھے، آپ ماہر تعمیرات، ماہر حسابیات، ماہر ارضیات اور ماہر مسائل وارکان حج تھے، زندگی بھر محنت وجدوجہد کرتے رہے، طبیعت میں انتہائی سادگی تھی، کبھی اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اتنی بڑی شخصیت حضرت مولانا عبدالحقؒ کا صاحبزادہ ہوں، یا حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ جیسی قدآور شخصیت کا بھائی ہوں، فطرتاً فقیر منش انسان تھے، غرور وتکبر، ریاکاری سے کوسوں دور تھے، دارالعلوم کی ایک ایک چیز کا خیال رکھتے حتی کہ آدھی روٹی یا لوہے سریہ کے چھوٹے سے چھوٹے سریہ کے ضیاع پر بھی ناراض ہوتے، دوران نظامت دارالعلوم میں آپ نے انتہائی زبردست نظم ونسق اور کنٹرول قائم رکھا، حرمین شریفین کے عاشق تھے، ماشاء اللہ درجنوں بار حرمین کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ نے تقریباً ۱۵ سے زائد حج کئے تھے اور دن میں ۴۰ کے قریب طواف کرنا آپ کیلئے معمول کی بات تھی۔ بیماری ونقاہت کے باوجود دارالعلوم کی جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ہر جمعہ کو اپنے برخوردار کے سہارے سے نماز میں شرکت کرتے۔ مرض کی شدت جب حد سے بڑھ گئی تو پشاور کے ہسپتال میں داخل کئے گئے تقریباً سترہ روز ہسپتال میں زیر علاج رہے، برادرم مکرم مولانا حامد الحق اور راقم حرمین میں تھے، الحمدللہ جنازہ میں شرکت کیلئے بروقت دارالعلوم پہنچ گئے تھے۔ جنازہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مہتمم حقانیہ نے پڑھایا۔

(قسط ۷۹)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۷ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیق عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال و سوانح کے لئے بھی ایک بنیادی و اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہو چکے ہیں..... (مرتب)

حضرت عم مکرم شہیدؒ کے قلم کی تصویب و تائید سے محرومی پر افسوس

(نوٹ) حضرت تایا جان شہید مرحوم کی جدائی کے عظیم غم سے دل و دماغ ماؤف ہے، سات آٹھ برس سے احقر ڈائری کا مضمون ترتیب دے کر لازماً انہیں ملاحظہ کرواتا حتیٰ کہ آٹھ ماہ قبل جب انہیں دل کا عارضہ پیش آیا اور اوپن ہارٹ سرجری کے بڑے عمل سے آپ گذرے تو اسکے پانچ دن کے بعد رسالہ پریس جانے کے لئے تیار ہوا تو میں نے ہسپتال میں کمپوز شدہ مضمون بغل میں لے کر حاضری دی تو سخت درد و کرب میں بھی مجھے مخاطب کرکے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں عرض کیا یہ ڈائری کا مضمون ہے، فرمایا کہ دکھادو، یہ وہ موقع تھا کہ قلم ہاتھ میں پکڑنے کی سکت نہ تھی، پھر بھی ایک دو مقامات پر تصحیح کروا کے فرمایا کہ اب مجھے دکھانے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی، تمہارا قلم چل چکا ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ اور نظر سے گزرنے پر برکت حاصل ہوجاتی ہے۔ ہائے! اب میں اپنا لکھا ہوا تصویب و تائید کیلئے کسے پیش

کروں گا؟ تقدیر کے سامنے کسی کی نہیں چلتی رضا مولی از ہمہ اولی ، اللہ تعالی کی توفیق اور حضرت عم محترم مرحوم کی برکات کے طفیل امید ہے کہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا ان شاء اللہ۔

تنگی علماء کنونشن میں شرکت اور شیخ الحدیث (مولانا عبدالحقؒ) کا خطاب

۲۲ راگست ۱۹۸۷ء تحصیل چارسدہ جمعیۃ علماء اسلام کے زعماء اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث (عبدالحق) دامت برکاتہم نے علماء کنونشن میں شرکت کرنے پر رضامندی ظاہر کردی، چنانچہ صبح ۸ بجے احقر (مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ) حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کو لینے کیلئے ان کے دولت کدہ پر گاڑی لے گیا، اور ساڑھے آٹھ بجے تنگی (چارسدہ) کیلئے روانگی ہوئی تحصیل چارسدہ علاقہ دوآبہ اور شب قدر وغیرہ سے سینکڑوں علماء بالخصوص دارالعلوم کے فضلاء کثرت سے تشریف لائے تھے، مسجد کچھا کھچ بھری ہوئی تھی، احقر نے مفصل خطاب فرمایا، جمعیۃ کا مؤقف، موجودہ حالات میں علماء کرام کا فرض منصبی، تحریک نفاذ شریعت کی ضرورت، وقت کے تقاضے اور ملک کی موجودہ نازک ترین صورت حال میں اہل علم بالخصوص وابستگان جمعیۃ اور فضلاء دارالعلوم کی ذمہ داریوں اور عملاً مستقبل کے لائحہ عمل کی نشاندہی کی ، اجلاس کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دعا سے قبل درجہ ذیل مختصر خطاب فرمایا:

تحریک نفاذ شریعت اور علماء کی ذمہ داریاں

آپ حضرات کے جذبات اس قدر حسن عقیدت ، الفت ومحبت ، مجھ ناچیز اور میرے رفقاء کا استقبال واکرام ، اس پر میں آپ حضرات کا بے حد ممنون اور شکرگزار ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ باری تعالی آپ کو اس قدر مساعی اور جدوجہد پر اجر عظیم سے نوازے اور خدا تعالی آپ حضرات کی ان کوششوں کو ملک میں نفاذ شریعت کا ذریعہ بنادے، اللہ تعالی کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ پاک نے اپنے ذمہ لی ہے ، اسلام کی تاریخ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارنامے ،تمہارے سامنے ہیں، جنگ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین سو تیرہ تھے ، احد میں مجاہدین کی تعداد سات سو تھی اور پھر تبوک میں ان کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی، دن گزرتے گئے، اسلام کو عروج حاصل ہوتا گیا اور اب روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد کروڑوں اور اربوں تک پہنچ گئی ہے۔

اللہ کی رحمت وعنایت اور نصرت وحمایت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے ، وہ وقت یاد کرو، جب اسلام کے نام لینے والے انگلیوں پر گنے جاتے تھے ، اسلام کے نام لیوا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے ، پھر "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کے منظر قائم ہوئے

اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

پھر ابتداء میں اور انتہاء میں ایسا کونسا وقفہ تھا جس میں اسلام کے چاہنے والوں کو مخالفت نے ایذاء، بہتان اور مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہو؟ مگر انہوں نے مخالفت کی پرواہ نہیں کی، طعن و تشنیع اور استہزاء کا جواب خندہ جبینی سے دیا، آج بھی جب علماء حق نفاذ شریعت کی تحریک منظم کرتے ہیں، شریعت بل کی منظوری اور نفاذ کی بات کرتے ہیں، علماء کو اور سیاست دانوں کو نظام اسلام کے نفاذ کے مطالبہ اور اس بنیاد پر اتحاد و تحریک کی دعوت دیتے ہیں، تو کچھ نادان دوست مخالفت کیلئے کمر کس کر میدان میں اتر آئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب تحریک نفاذ شریعت اور علماء حق کا پیش کردہ شریعت بل، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کسوٹی اور اہل اسلام کا گویا امتحان ہے، اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں، کہ نمرود کی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال کر جلا دینے کے عزائم کون اختیار کرتا ہے، اور چھوٹی سی چڑیا کی طرح منہ میں پانی لے کر آتش نمرود کے بجھانے کی سعادت کیلئے کون آگے بڑھتا ہے، میرا ایمان ہے، کہ اسلام کی عظمت کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا، جو اس کے ساتھ وابستہ ہو گیا، کامیاب ہو گیا، جس نے منہ پھیرا، ذلیل و خوار ہوا اور ان شاء اللہ نفاذ شریعت کی یہ مسعود تحریک اور علماء کا اتحاد اور جمعیۃ علماء اسلام کے جانثاروں کا ولی اللّٰہی قافلہ ترقی کرے گا، مضبوط اور مربوط ہوگا، اور مستقبل کے صالح اور اسلامی انقلاب کا ذریعہ بنے گا۔

بہرحال یہ امتحان ہے، مخالفت کرنے والے نہ تو شریعت بل کو ختم کر سکتے ہیں، نہ نفاذ شریعت کی تحریک کو دفنا سکتے ہیں، یہ آج کی کوئی نئی بات نہیں کل بھی بڑے بڑے حکمرانوں نے شریعت کو چیلنج کیا تھا، آج ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا، مجھے اچھی طرح یاد ہے، کہ ایک مرتبہ مرزا اسکندر اپنے دور حکومت میں اتمانزئی آیا تھا، اس وقت اس علاقہ کے مشہور مجاہد اور بیباک عالم اور عاشق رسول جناب حاجی محمد آمین صاحب نے علماء کا ایک وفد بنا کر مرزا اسکندر سے ملاقات کی اور ان سے نفاذ شریعت اور نفاذ اسلام کے فوری اجراء کا مطالبہ کیا، اس موقعہ پر مرزا اسکندر نے کہا تھا، کہ تقسیم سے قبل ہم کہا کرتے تھے کہ تقسیم کے بعد دیوبند کے علماء سے بھی نجات حاصل ہو جائیگی مگر اب پاکستان بن جانے کے بعد حیرت ہوتی ہے کہ پھر اتمانزئی تو اس کے پیچھے دیوبند قائم ہو چکا ہے، ملک کے کونے کونے میں دیوبندی فضلاء موجود ہیں، اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے، کہ سونے کی کشتی بنا کر علماء کو اس میں بٹھا لوں انہیں کالے پانی کی سزا دوں، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے، مرزا سکندر! تم علماء کو سونے کی کشتی میں بٹھا کر سمندر بھیجنا چاہتے ہو، ہم چاہتے ہیں کہ سونے کی کشتی بنائیں

اور تمہیں لندن بھیج دیں، پھر دیکھا گیا، کہ مرزا اسکندر کو مرنے کے بعد دفن ہونے کے لئے دوگز زمین بھی آسانی سے میسر نہ ہوسکی، موت لندن میں آئی اور دفن ایران میں ہوا، بہر حال اس وقت کی تحریک نفاذ شریعت اور جمعیۃ علماء اسلام کا شریعت بل اہل اسلام کے لئے ایک امتحان ہے اور اللہ پاک اس ذریعہ سے ہمارے باطن کے عزائم ظاہر کرنا چاہتے ہیں، کہ تم دین کیلئے کتنی جدو جہد کرتے ہو۔

الحمد للہ! کہ تنگی تحصیل چارسدہ روآیہ اور شب قدر کے علماء اور فضلاء میں دین کیلئے کام کرنے کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے، اور اگر جذبات یوں ہی برقرار رہے تو آخری فتح علماء کی ہوگی۔

موقف درست ہو، راستہ درست ہو، تو قلت اور کثرت پر نظر کئے بغیر کام کیئے جاؤ، اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوگی خدا تعالیٰ فتح اور کامرانی سے نوازے گا، میں تو ضعیف، کمزور اور گنہگار انسان ہوں آپ حضرات علماء ہیں، صلحاء اور علماء سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، میں بھی اس قدر اعذار و امراض کے باوجود گھر سے نکلا ہوں، اور اگر خدا کے دین کی تبلیغ و اشاعت اور نفاذ شریعت کیلئے میرے وجود کے ٹکڑے بھی درکار ہوں تو میں اس کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قومی وملی مسائل میں ہمارا موقف اور جمعیت علماء اسلام کی سالانہ کارکردگی پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مفصل رپورٹ :

(۹ رنومبر شیرانوالہ لاہور میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کی جنرل کونسل کے اجلاس میں جمعیت کے سیکرٹری جنرل کے حیثیت سے احقر نے جمعیت کی سالانہ کارکردگی رپورٹ سنائی اس موقع پر اہم قومی وملی مسائل کے بارہ میں پارٹی کا موقف پیش کیا اور جمعیت کی سالانہ سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی، اجلاس میں ملک کے چاروں صوبوں آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے کم از کم دو ہزار علماء اور عہدہ داروں نے شرکت کی، رپورٹ یوں تھی)

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! حضرت الامیر (مدظلہ العالی) (مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ) اور قابل صد احترام رفقاء کرام!

جمعیت علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں آپ حضرات کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتا ہوں، اس امید کا اظہار کرتا ہوں، کہ آج کے نازک دور میں جب کہ ملک کے خلاف اندرونی و بیرونی سازشیں زور پکڑ رہی تھی، علاقائیت اور گروہی عصبیت کے فتنے قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف ہیں، سیکولرزم، سوشلزم اور مغربی جمہوریت کے علمبردار پاکستان کو اس کی نظریاتی بنیاد سے ہٹانے کیلئے سرگرم عمل ہیں اور بیرونی لابیاں بموں کے دھماکے اور تخریب کاری کے وارداتوں کے ذریعہ پاکستانی عوام کو خوف زدہ کرکے انہیں عالمی طاقتوں کے سیاسی عزائم کے سامنے سرتسلیم خم کردینے پر آمادہ کرنے کی مسلسل کوشش

کررہی ہیں، ان حالات میں آپ جیسے مخلص، محبِ وطن، اور دینی حمیت سے بہرہ ور حضرات کا مل بیٹھنا یقیناً دین وملک کیلئے مفید ثابت ہوگا، اورآپ کے فیصلے ملک کے حالات کو بہتر بنانے کیلئے ممد اور معاون ثابت ہوں گے ان شاء اللہ العزیز۔

کاروان جمعیت کی خدمت میرے لئے دونوں جہانوں کی کامیابی کا ذریعہ

حضرات محترم! آج سے ٹھیک ایک سال قبل ۱۰ نومبر ۱۹۸۶ء کو شیرانوالہ گیٹ لاہور کے اسی عظیم مرکز میں آپ بزرگوں اور دوستوں نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی کی حیثیت سے علماء حق کے اس عظیم قافلہ دعوت وعزیمت کی خدمت کی ذمہ داری محض حسن ظن اور شفقت کی بناپر مجھ ناتواں کے کندھوں پرڈالی تھی، اور میں نے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوجود اس جذبہ سے تعمیل حکم پر لبیک کہہ دیا تھا، کہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور آپ بزرگوں اور احباب کی دعاؤں، توجہات اور تعاون کے ساتھ اگر اس کاروان عزیمت واستقامت کی کچھ خدمت کرسکا، تو یہ سعادت میرے لئے دونوں جہانوں میں خوش نصیبی اور بخت آوری کا ذریعہ بن جائے گی، مگر آج جب مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں آپ کے سامنے جماعتی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ پیش کررہاہوں تو یہ احساس مسلسل دامن گیر ہے، کہ عظیم جماعتی جدوجہد جس محنت کا تقاضا کررہی ہے، وہ یقیناً نہیں ہوسکی، تاہم حضرت الامیر دامت برکاتہم کی مشفقانہ سرپرستی اور سرگرم مرکزی وصوبائی عہدہ داروں کے تعاون کے ساتھ گذشتہ ایک سال کے دوران جماعتی سرگرمیوں کے محاذ پر جو کچھ ہوسکا ہے، اس کا ایک مختصر خاکہ پیش خدمت کررہاہوں۔

تحریک نفاذ شریعت

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی جدوجہد کا بنیادی ہدف ملک میں فرنگی دور کی مکروہ یادگار عدالتی انتظامی، معاشی اور سیاسی نظام کا مکمل خاتمہ اور خلافت راشدہ کی طرز پر شریعت اسلامیہ کے عادلانہ نظام کا عملی نفاذ ہے، ہم نہ صرف مسلمان کی حیثیت سے اس کے مکلّف ہیں بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تک ہمارے تمام اکابر واسلاف کا مشن یہی تھا، جو وراثتاً ہمیں منتقل ہوا ہے، اور مسلم معاشرہ میں اسلامی نظام کی مکمل بالادستی تک اس جدوجہد کو جاری رکھنا بہرحال ہماری ذمہ داری ہے۔

سینٹ آف پاکستان میں مولانا عبدالطیف (رحمہ اللہ) اور راقم الحروف (رحمہ اللہ) کی طرف سے پیش کردہ

''شریعت بل'' کا مقصد اسی عظیم مشن کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت ہے، اور پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ نفاذِ شریعت کی طرف ایک سنجیدہ اور عملی پیش رفت کا آغاز کیا گیا ہے، ''شریعت بل'' پیش کرنے سے شخصی یا جماعتی طور پر کریڈٹ کا حصول ہمارا مطمع نظر نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر پر مشتمل ''متحدہ شریعت محاذ'' کی تشکیل کے موقع پر بعض سنجیدہ حلقوں کی طرف سے ''شریعت بل'' کو زیادہ بہتر اور قابل عمل بنانے کیلئے جو ترامیم پیش کی گئیں ہم نے نہ صرف انہیں قبول کرلیا بلکہ ملک کے تمام حلقوں کو دعوت دی کہ ''شریعت بل'' پر شرعی نقطۂ نظر سے کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو یا اسے مزید بہتر اور مؤثر بنانے کیلئے کوئی ترمیم یا تجویز پیش کی جائے تو ہمیں اس کو قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوگا، لیکن ملک میں سیکولرزم، سوشلزم اور مغربی جمہوریت کے علمبردار سیاسی حلقوں کیساتھ ساتھ انکے حلیف بعض مذہبی حلقے بھی ''شریعت بل'' کی مخالفت میں حکومت کے ہمنوا ہو گئے اور انہوں نے کوئی معقول اعتراض یا تجویز پیش کرنے کی بجائے محض اپنے سیکولر دوستوں کی رفاقت اور وفاداری کو نباہنے کیلئے ''شریعت بل'' کی مخالفت کو اپنا مشن بنالیا جو بلاشبہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کا ایک تاریک باب تھا، حکمران طبقہ اس ملک میں فرنگی نظام کے وفادار محافظ کی حیثیت سے پہلے ہی ''شریعت بل'' کی منظوری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور اسے پُر جوش عوامی جدوجہد اور رائے عامہ کے مسلسل دباؤ کے ذریعے ہی ملک میں شریعت اسلامیہ کے عملی نفاذ پر مجبور کیا جاسکتا ہے، لیکن سیکولر سیاست دانوں کی رفاقت کے شوق میں ان کے حلیف بعض مذہبی حلقوں نے ''شریعت بل'' کی مخالفت کر کے حکمران گروہ کے ہاتھ مضبوط کر دیئے ہیں اور حکمران گروہ آج صرف ان نام نہاد مذہبی حلقوں کی مخالفت کو ''شریعت بل'' منظور نہ کرنے کا بہانہ بنا رہا ہے۔

شریعت بل کو من مانی ترمیم سے بے اثر کرنے کا خدشہ مولانا سمیع الحق شہید کی پیشگوئی جو ۱۹۹۱ء میں ثابت ہوئی: اسلئے اگر خدانخواستہ ''شریعت بل'' منظور نہیں ہوتا یا حکمران پارٹی اسمیں من مانی ترامیم کر کے اسے بے وزن اور غیر مؤثر بنادیتی ہے تو اس کی ذمہ داری میں حکمران گروہ کیساتھ ملک کے سیکولر سیاسی حلقے اور انکی ہمنوا بعض مذہبی ٹولیاں بھی برابر شریک ہونگی، یہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے رہنماؤں اور کارکنوں کے خلوص کا ثمرہ ہے کہ انکے پیش کردہ ''شریعت بل'' کو منظور کرانے کیلئے بریلوی مکتبِ فکر کی سرکردہ علمی ودینی شخصیات، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، مجلس احرار اسلام پاکستان، خاکسار تحریک پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، تنظیم اسلامی پاکستان، جمعیۃ اہلسنۃ والجماعۃ پاکستان اور دیگر تنظیموں پر مشتمل متحدہ شریعت محاذ پاکستان مصروف جدوجہد وعمل ہے اور اسکی سربراہی جمعیت کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم فرما رہے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہنماؤں اور کارکنوں نے ہر سطح پر متحدہ شریعت محاذ کی سرگرمیوں میں پر جوش حصہ لیا ہے، اور اسلام آباد اور پشاور کے عظیم الشان عام جلسوں کے علاوہ ملک گیر عوامی مظاہروں، نفاذ شریعت کانفرنسوں میں جوش وخروش کیساتھ شرکت کی ہے اسکے علاوہ جمعیۃ نے اپنے پلیٹ فارم پر بھی نفاذ شریعت کے جدوجہد کے لئے سرگرمیاں جاری رکھی ہیں اور متعدد مقامات پر ڈویژنل اور ضلعی شریعت کانفرنسیں اور کنونشن منعقد کر کے اس مقدس مہم میں حصہ لیا ہے۔

تحریک ختم نبوت مسلسل شرکت اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سدباب

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کی جدوجہد میں بھی جمعیۃ علماء اسلام کے راہ نما اور کارکن ہر سطح پر پُر جوش کردار ادا کر رہے ہیں۔

سینٹ آف پاکستان میں مولانا قاضی عبداللطیف اور راقم الحروف نے متعدد مواقع پر قادیانی سرگرمیوں اور ملازمتوں میں ان کے تناسب کے بارے میں سوالات اٹھا کر رائے عامہ کو اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی میں ہمارے ختم نبوت محاذ کے عظیم جرنیل مولانا منظور چنیوٹی بھی اس سلسلہ میں مسلسل سرگرم رہتے ہیں۔

☆ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی نمائندگی مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا میاں محمد اجمل قادری اور مولانا زاہد الراشدی کرر ہے ہیں، اور ہر سطح پر تحریک ختم نبوت میں جمعیۃ کے کارکن شریک ہوتے ہیں۔

☆ ۲۰ ستمبر کو لندن میں منعقدہ ہونے والی تیسری سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں میں سے حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی، مولانا زاہد الرشدی، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، اور مولانا عبدالرحمٰن قاسمی صاحبان نے خطاب کیا، اور اس کے علاوہ برطانیہ کے مختلف شہروں میں ختم نبوت کے جلسوں میں شرکت کی۔

☆ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان چلنے والے معروف مقدمہ میں مسلمانوں کی معاونت کیلئے تحریک ختم نبوت کے دیگر رہنماؤں کیساتھ جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی اور علامہ خالد محمود بھی کیپ ٹاؤن تشریف لے گئے اور وہاں کم وبیش تین ماہ تک قیام کر کے مسلمان راہنماؤں اور انکے وکلاء کو مقدمہ کی تیاری کرائی

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

ردقادیانیت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب: ۴۰)

''نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی ایک کے تمہارے مردوں میں سے لیکن وہ تو رسول اللہ ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے''

وعن ابی امامة قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة یوم حجة الوداع یاایها الناس ! انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم الا فاعبدوا ربکم ، وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوٰة اموالکم طیبة بها انفسکم واطیعوا ولاة امورکم تدخلوا جنة ربکم (کنزالعمال)

''حضرت ابو امامہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! نہ تو میرے بعد اب کوئی نبی ہوگا ، اور نہ تمہارے بعد کوئی دوسری امت ،خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو ، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اموال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے امور میں اپنے خلفاء وحکام کی اطاعت کرتے رہو تو (اس کے صلہ میں) تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

حالات حاضرہ : محترم سامعین ! آج امت مسلمہ عموماً اور وطن عزیز خصوصاً ایک انتہائی نازک موڑ اور حالات سے گزر رہا ہے ہر روز نت نئے مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے ،امت مرحومہ پستی کی راہ پر گامزن ہے اور ہر آنے والا دن مایوسی ، پریشانی ،ذہنی ٹینشن کے اضافے کے طلوع کا ہوتا ہے ۔ایک طرف معاشی پریشانیوں اور کمرتوڑ مہنگائی نے عوام الناس کو متاثر کیا ہوا ہے تو دوسری طرف اسلام دشمن قوتوں نے اس نازک حالات کی آڑ میں مسلمانوں کے انتہائی اہم عقیدے ختم نبوت پر شب خون مار دیا ہے اور طرح طرح سے قادیانیت نواز لوگوں نے ہمارے ایمان سے کھیلنے کی کوشش شروع کی ہوئی ہے ۔اور گستاخ کی حمایت اور عاشق کو سولی پر لٹکایا جا رہا ہے ۔کیا ہمارے اکابرین نے وطن عزیز اس مقصد کیلئے حاصل کیا ؟ کیا

ہمارے بھائیوں نے جان مال کی قربانی اسلئے دی تھی ؟ کیا ہماری ماؤں ، بہنوں ، بیٹیوں نے اپنی عزت کی قربانی اس دن کے لئے دی تھی ؟ کیا ہمارے علماء کرام نے سولی کو گلے سے اس لئے لگایا تھا کہ ہمارے بعد آنے والے حکمران اور کرسیوں پر براجمان ہونے والے افراد یہاں گستاخ رسول ﷺ کو عزت دیں گے اور محسنین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پھانسی اور کبھی گھروں میں شہید کیا جائے گا ۔ عجیب اُلٹی گنگا بہنا شروع ہو چکی ہے ۔ لیکن یاد رکھیں ایک دن آنے والا ہے جس دن ہر ایک سے ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائیگا ۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (الزلزال: ۷-۸)

"آج تم کتنے ظلم کر سکتے ہو کر لو ۔ لیکن قیامت کے دن ظلم نہیں ہوگا۔"

شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: معزز حضرات ! آج اگر اس دھرتی پر ہم زندگی بسر کر رہے ہیں ہمرف ہم ہی نہیں بلکہ صفحہ ہستی پر ہر ذی روح جاندار تو وہ اس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے گزار رہے ہیں ۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد خلقت الجنة والنار (مستدرك) اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں (یعنی میں انہیں پیدا نہ کروں) تو نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو اور نہ جہنم کو ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہی تھی جس نے عالم انسانیت کو صحیح راہ کی رہنمائی سب سے پہلے فرمائی جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام ارواح سے ایک وعدہ لیا اور فرمایا کہ الست بربکم؟ تو سب سے پہلے اس کا جواب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیٰ کہہ کر دیا گویا تمام انبیاء واتقیاء اور عالم انسانیت کے افراد کو صحیح جواب دینے کا ذریعہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ میں ذکر ہے کہ كان محمدصلى الله عليه وسلم اول من قال بلىٰ ولذلك صار يتقدم الانبياء وهو آخر من يبعث یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے (عہد الست کے وقت) بلیٰ فرمایا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء پر مقدم ہو گئے حالانکہ سب سے آخر میں بھیجے گئے ہیں ۔ اور نبوت کے اعزازات میں سب سے بڑا اعزاز جو کسی بھی نبی کو حاصل نہیں ہوا وہ بھی نبی آخر الزمان کو اللہ نے ودیعت فرمایا اور وہ اعزاز تاج ختم نبوت کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں ۔

عقیدہ ختم نبوت: میرے محترم سامعین ! ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے مسلمہ عقائد میں سے ہے اور اس عقیدے کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا ۔ اس موضوع پر میں نے آپ حضرات کے سامنے کئی بار گفتگو کی چنانچہ یاددہانی کے طور پر ایک بار پھر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کی ذات اقدس اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ۔

قرآن مجید میں بیسیوں آیات سے یہ عقیدہ واضح ہوتا ہے اور خطبہ میں تلاوت کردہ آیت میں دوٹوک الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے یعنی خاتم النبیین ہیں۔اسی طرح احادیث مبارکہ میں سینکڑوں احادیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریمؐ کی ذات خاتم النبیین ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ

عن ابی هريرة قال قا ل رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلى ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الاموضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل وفي رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (متفق عليه)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری اور دیگر انبیاء کی مثال اس محل کی طرح ہے جس کی تعمیر انتہائی شاندار ہو مگر اس خوبصورت محل کے دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی ہو جب لوگ اس خوبصورت عمارت کی عمدگی کو دیکھیں تو عمارت کی حسن وخوبی سے حیرت زدہ ہو جائیں مگر جب ایک اینٹ کے مقدار خالی جگہ دیکھیں گے تو وہ سخت تعجب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ پس میں اس اینٹ کی خالی جگہ کو بھرنے والا ہوں اس عمارت کی تکمیل میری ذات سے وابستہ ہے اور انبیاء ورسل کا سلسلہ مجھ پر اختتام پذیر ہوگا"

نبوت کے جھوٹے دعویدار: بہر حال کفر نے جس طرح اسلام کے دوسرے عقائد میں نقب لگا کر اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کی اسی طرح ختم نبوت کے عقیدے کو بھی سبوتاژ کرنے کی مذموم سازش روز اول سے شروع تھی اور مختلف اوقات میں ملعونین نے امت مرحومہ کو گمراہ کرنے کی کسر نہیں چھوڑی۔اس عظیم فتنہ کی پیشگوئی بھی نبی کریمؐ نے پہلے سے فرمائی تھی چنانچہ ارشاد نبوی ہے

عن ابی هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله .....الخ (بخاری ومسلم)

"حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بڑے زبردست مکار وعیار پیدا نہ ہوں جو خدا اور رسول پر جھوٹ بولیں گے ان کی تعداد تیس کے قریب ہوگی۔"

ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہے۔اور پھر یہ سلسلہ مسیلمہ کذاب سے لیکر مرزا قادیانی تک جاری ہے۔برصغیر میں یہ فتنہ قادیانی کی شکل میں نمودار ہوا ،لیکن یہاں پر علماء دیوبند کی

دن رات محنت اور کوشش اور تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پارلیمانی طور پر بھی اس فتنہ کی سرکوبی کی گئی ۔الحمد للہ ان ہی علماء کی قربانیوں سے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو آئین پاکستان کی رو سے بھی کافر قرار دیکر اقلیت کا درجہ دیا گیا۔

قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق: محترم حضرات! ایک سوال جو قادیانی نواز لوگ میڈیا پر اور ساری دنیا میں مختلف فورم پر بار بار اٹھاتے ہیں کہ ساری دنیا میں کافر موجود ہیں کوئی یہودی ہے کوئی عیسائی ،کوئی ہندو ہے تو کوئی سکھ اسی طرح بیسیوں غیر مذاہب کے لوگ موجود ہیں مگر کسی بھی مذہب کے خلاف کوئی مسلم تنظیم موجود نہیں اور نہ ہی ان کے خلاف آواز اُٹھائی جاتی ہے جبکہ قادیانی کافر ہیں تو ان کے خلاف باقاعدہ طور پر تنظیمیں موجود ہیں ،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر انٹرنیشنل سطح پر قادیانیوں کی سرکوبی کی جاتی ہے،اور جہاں قادیانی پہنچتے ہیں تو یہ جانباز بھی وہاں پہنچ کر ان کے کفر کو واضح کرتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں؟اس سوال کے جواب میں کئی کتابیں لکھیں جا چکی ہیں لیکن جواب کا خلاصہ آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ مثال کے طور پر ایک آدمی خنزیر کا گوشت اور شراب کا کاروبار کرتا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ شراب اور خنزیر حرام اور نجس العین ہے۔اور یہ شخص اسی خنزیر اور شراب کے نام پر فروخت کررہا ہے۔اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو یہی نجس اشیاء کا کاروبار کرتا ہے مگر نام بدل کر۔شراب کو شہد کے نام پر اور خنزیر کو گائے کے نام پر فروخت کرتا ہے۔مجرم دونوں ہیں مگر پہلا شخص صاف صاف بیان کرتا ہے کہ یہ خنزیر اور شراب ہے تو یہ شخص صرف یہ نجس اشیاء بیچنے کا مجرم ہے جبکہ دوسرا شخص جو یہ نجس اشیاء حلال کے نام پر فروخت کرتا ہے تو یہ شخص دو جرم کررہا ہے،ایک نجس اشیاء کی فروخت اور دوسرا مسلمان کو دھوکا دے رہا ہے کیونکہ اس شخص سے ہر کوئی خنزیر کا گوشت گائے کے گوشت کے نام پر خریدے گا اور اور نجس کھانے کا مرتکب ہوگا۔اس لئے ان دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، اسی طرح قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق ہے کہ کافر خود کو کافر ہی کہہ کر اپنی پہچان کراتے ہیں اور یہ لعین فرقہ خود کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں جیسا کلمہ پڑھ کر اور نبی کی رسالت بھی مان کر خود کو ظاہر کرتا ہے۔حالانکہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتا ہے مگر آخری نبی اور خاتم الانبیاء ماننے کو تیار نہیں ،اور لعین اور کذاب مرزا کو نبی مانتے ہیں۔سادہ لوح مسلمان ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو سیدھے سادھے مسلمان ہیں ہمارے جیسا کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں تو یہ کیسے کافر ہیں۔

قادیانی کافر ہیں: محترم سامعین! کفر ہر حال میں کفر ہی ہوتا ہے کفر اسلام کی ضد ہے لیکن دنیائے کفر کے کافر اپنے کفریہ عقائد اور کفر پر اسلام کا لیبل نہیں لگاتے اور اور اسلام کے نام پر پیش نہیں کرتے

لیکن یہ غلیظ فرقہ اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا میں ڈالا ہوا ہے اور تمام دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم کو مسلمان حقوق نہیں دیتے آئین پاکستان میں ہم کو کافر قرار دیا گیا ہے۔تو میرے عزیزو! یہ بات یادرکھیں کہ جب تک کوئی شخص نبی آخرالزمان کے ختم نبوت پر ایمان نہ لائے وہ اگر عبادت اور ریاضت میں آسمان کو پہنچ جائے مسلمان نہیں ہوسکتا۔اور مسلمان کا یہ عقیدہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت اور نبوت دونوں سلسلے منقطع ہو چکے ہیں۔جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

عن انس بن مالك قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (کنز العمال)

"حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ نبوت اور رسالت منقطع ہوچکی ہے۔سومیرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ نبی۔"

اس حدیث مبارک میں لفظ رسول اور نبی کو الگ الگ بیان فرمانے کا مقصد محدثین حضرات یہ بیان فرماتے ہیں کہ شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے اور یہ دروازہ ہی بند رہے کیونکہ رسول وہ ہوتا ہے جسکو باقاعدہ شریعت دیجائے اور نبی عام ہے خواہ نئی شریعت دیجائے یا سابقہ شریعت پر ہی بھیجا جائے۔تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ نبوت ورسالت منقطع ہوئی میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ ہی نبی آسکتا ہے تو اس سے اس لعین اور کذاب مرزا قادیانی کی بھی تقطیع ہوگئی کہ وہ کبھی کہتا ہے میں تشریعی نبی ہوں اور کبھی غیر تشریعی نبی اور کبھی تو باقاعدہ نبی اور رسول دونوں کا دعویٰ بھی کر بیٹھتا ہے کہتا ہے" ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں (ملفوضات ج ۱۰)

بہر حال ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور اس کے بعد کوئی بھی شخص جس حیثیت سے بھی دعویٰ کرے گا وہ کذاب ،دجال لعین اور مردود ہوگا ،یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بناء پر اسلام کی آفاقیت اور کاملیت تمام ادیان پر غالب ہے اور قرآن کی عالمگیریت ،لا ریب ولا یزال کتاب کا ظہور ہے قرآن کی جامعیت اور تکمیل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الرسل ہونے کی دلیل ہے۔کہ قرآن بھی کامل ہے اور اسلام بھی کامل۔اب کوئی زیادتی اور کمی کی ضرورت ہی نہیں ،یہ دین تا قیامت تمام ضروریات زندگی کیلئے کافی وشافی ہے۔تو جب دوسرے دین اور کتاب کی ضرورت نہیں تو پھر دوسرے نبی اور رسول کی ضرورت کہاں سے ممکن ہے۔

خلاصہ کلام: میرے محترم ومکرم سامعین! اپنے ایمان کی حفاظت ہم سب پر فرض عین ہے ،یہی ایمان ہمارا محافظ ونگہبان ہے دنیا قبر وحشر میں اسی ایمان کی بدولت چھٹکارہ ممکن ہوگا اگر خدانخواستہ ایمان کی دولت سے محروم ہوگئے تو پھر ذلت ہی ذلت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح العقیدہ مسلمان اور خاتم المرسلین کا حقیقی تبع بنا کر روز محشر خاتم النبیین کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین

مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی
ڈربن جنوبی افریقہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے فضل و تقدم کا اعتراف

مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی کے دلچسپ اور سبق آموز تأثرات

مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی مدظلہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے قابل فخر فرزند ارجمند، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے داماد، دانشور، ادیب وخطیب، بیسیوں کتابوں کے مصنف ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے خصوصی تعلق خاطر تھا، پاکستان جب بھی تشریف لاتے تو حضرت مولانا شہیدؒ سے ملاقات کا اہتمام کرتے، وقت نکال کر جامعہ حقانیہ تشریف لاتے، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ قومی وملی اور عالمی صورت حال پر مذاکرہ اور مشاورت کرتے، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی تاریخی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' جب مکمل ہوکر پریس بھیجنے کیلئے تیار ہوگئی موصوف تشریف لائے دیکھ کر بہت خوش ہوئے، حضرت مولانا کی جرأت کو سلام کیا کتاب کی اشاعت کو وقت کی ضرورت قرار دیا اور حضرت مولانا کی کتاب کا نام تجویز کرنے پر تحسین وتصویب فرمائی۔ (ادارہ)

یہ تو یاد نہیں کہ مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ سے میری پہلی ملاقات کب ہوئی مگر اتنا ضرور یاد آتا ہے کہ انیس سو نناوے سے کافی پہلے اسلام آباد میں برادر ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری مرحوم ڈائریکٹر تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی کے دفتر میں ان سے ملاقات ہوئی تھی وہ صرف میرے نام اور والد ماجد (علامہ سید سلیمان ندویؒ) کی نسبت سے واقف تھے۔

باہمی تعارف اور ملاقاتوں کا آغاز

میں ان کے نام و کام دونوں سے واقف تھا ملاقات بڑی خوشگوار رہی ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی نسبت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ اور جامعہ اکوڑہ خٹک سے خوب واقف تھا اور خود مولانا کی سیاسی، مذہبی، تعلیمی اور جامعہ اکوڑہ خٹک سے منسلک خدمات سے بھی واقف تھا اس ملاقات کے بعد پھر مولانا سے مختلف اوقات اور جگہوں پر ملاقات ہوتی رہی۔ ہر ملاقات بڑی خوشگوار رہی۔

متاثر کن شخصیت: مولانا رحمہ اللہ کی تاریخی اور سیاسی معلومات بڑی متاثر کن تھیں، بین الاقوامی

سیاست کے علم نے ان کو دوسرے علماء سے ممتاز کر دیا تھا پھر ایک وقت آیا جامعہ میں میری حاضری کا موقع بھی ہاتھ آ گیا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو پیش آیا تو میں کراچی میں تھا اسکے بعد اگر میری یاد صحیح ہے تو ۲۰۰۰ء میں اسلام آباد میں حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ کی یاد میں ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا مجھے بھی شرکت کی دعوت دی گئی جب میں جلسہ میں شرکت کیلئے پہنچا۔

مرکز توجہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی وہاں پر رونقِ محفل تھے اور مرکزِ توجہ بھی تھے اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ نے اصرار کیا کہ ان کے مدرسے میں حاضری دوں مولانا از راہ عنایت خاص طور سے مدرسہ سے کار کا انتظام کر کے جامعہ اکوڑہ میں پہلی حاضری کا موقع مہیا فرمایا جامعہ حقانیہ میں میری حاضری اور اساتذہ سے ملاقات بڑی خوشگوار رہی۔

حقانیہ میں پہلی بار حاضری اور ملاقات

حضرت نے مجھے اساتذہ اور طلبا سے خطاب کا حکم دیا جامعہ حقانیہ پر بین الاقوامی سیاسی حالات کا اس وقت دباؤ بھی تھا چنانچہ اس زمانے کے حالات کی مناسبت سے ''اساتذہ اور طلبا سے کیا توقع کی جائے'' کی موضوع پر کچھ عرض کیا اور کس طرح اپنے آپ کو علمی اسلامی لحاظ سے زمانہ کے تقاضوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں دوپہر کے کھانے کا بڑا نفیس انتظام فرمایا خود مولانا نے اپنے صاحبزادوں کا تعارف کرایا اور صاحبزادوں نے بھی حضرت مولاناؒ کی طرح میری استحقاق سے زیادہ احترام کیا مجھے اس کا بخوبی اندازہ تھا کہ میرا یہاں اکرام اور میرے ساتھ انکا معاملہ میرے والد ماجد رحمہ اللہ کی نسبت سے تھا۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ بین الاقوامی اور اشاعتی اداروں کا مرکز بن گئے

مجھے دراصل افغانستان میں جہاد طالبان کے بارے میں اصل حقیقت جاننے اور سمجھنے کی تمنا تھی، مولانا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا تھا مولانا نے صحیح صورتحال سے مطلع کیا طالبان کی جہادی مساعی اور طالبان کی چند افراد کی جامعہ حقانیہ سے فراغت کے رشتہ کو مغربی دنیا نے جامعہ حقانیہ سے منسلک کر کے جامعہ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کر رہے تھے، چنانچہ بین الاقوامی اشاعتی اداروں کے نمائندگان اور اخباری نمائندوں نے جامعہ پر یلغار شروع کر دی اور مولانا ان کے توجہ کا مرکز بن گئے۔

بین الاقوامی میڈیا سے بہت خوب سے مقابلہ کیا

دہشت گردی کی تمام صفتوں سے جامعہ کو ملوث کرنے کی مہم کی جانے لگی، مولانا نے بہت خوبی کے ساتھ اس مہم کا مقابلہ کیا اور مولانا نے اس کا کوئی اثر قبول نہیں کیا، پاک رابطہ پاک والا معاملہ تھا اس

سلسلے میں مولانا نے بہت سارے اخبارات کے اوراشاعتی اداروں کے نمائندوں کو اپنا نقطہ نظر بڑی خوبی سے بیان کیااوراصل حقیقت کے انکشاف کیلئے تحریری طور پر کوشش کی اور ایک کتاب طالبان کے جہاد افغان سے متعلق تحریر کی، جو بھی انٹریو دیئے ان کو کتابی شکل میں بھی منتقل کردیا، کتاب کاعنوان انگریزی میں یہ ہے (Afghan war of Ideology Struggle for Peace) یعنی افغان طالبان کی نظریاتی جنگ اوران کی مساعی کی اصل حقیقت واضح کی اس کتاب کے آغاز میں مولانا نے صحیح طور پر جامعہ حقانیہ کی تاریخ اوراپنے والد ماجد مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اوراپنی اوراپنے خاندان کے کوائف کوتفصیل سے بیان کیا ہے۔

نومسلم مریم نے مولانا سمیع الحق کی کتاب کا دلچسپ تعارف لکھا

دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ اس کتاب کا تعارف ایک ایسی خاتون شخصیت نے تحریر کیا جنھوں نے افغان جہاد اورطالبان کا علم براہ راست تجربہ کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا یعنی خاتون صحافی Ivonne Ridley جن کو افغانستان میں مہینوں تک قید میں رکھا گیا تھا ان کے ساتھ افغانستان جس طرح اسلامی آداب کیساتھ برتاؤ کیا گیا اس کا نتیجہ ان کے قبول اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھرانہوں نے اپنے قید افغانستان کی داستان اپنی کتاب طالبان کے ہاتھوں میں (In the hand of Taliban) میں بیان کیا اوراپنا اسلامی نام مریم رکھا۔

میری پہلے حاضری کے بعد مولانا سے ملاقات ہوتی رہی اور پھر جامعہ حقانیہ کی زیارت کا دوسری بار موقع ملا جنوری 2018ء میں اسلام آباد میں تھا اور بین الاقوامی اسلامی جامعہ میں میری کسی محاضرہ کی تفصیل کاعلم ان کو اخبارات سے معلوم ہوا تھا انہوں نے اپنے صاحبزادے راشد الحق کے ذریعے کسی طرح میرا پاکستان کا فون نمبر حاصل کیا اور بجا شکایت کی کہ آپ پاکستان آتے ہیں اور اطلاع نہیں کرتے، آپ کے چلے جانے کے بعد مجھے علم ہوتا ہے میں نے معذرت پیش کی اور تلافی مافات کے طور پر جامعہ میں حاضری کا وعدہ کرلیا، چنانچہ حسب معمول اپنے صاحبزادے مدیر الحق کے ذریعہ میرے لئے کار کا انتظام فرمایا اوراسی طرح جامعہ کی زیارت کا پُرقیمتی موقع حاصل ہوا۔

علماء اورطلباء کس طرح رجال العصر کا کام انجام دیں سکیں گے

اورحسب معمول انہوں نے حکم دیا کہ اساتذہ اورطلباء میں خطاب کیا جائے چنانچہ پاکستان کے علمی واسلامی حالات کے تناظر میں خطاب کیا کس طرح فارغین طلبہ واساتذہ رجال العصر کا کام انجام دے سکیں گے ایک عرصہ سے میرا خیال ہے کہ مدارس کو اپنی تعلیمی نظام اور مناہج تعلیم میں زمانہ حال کے تناظر میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے یعنی اصل علوم قرآن پاک حدیث اور فقہ میں مہارت کے علاوہ ایسے علوم کا بھی

اضافہ کیا جائے اور نصاب میں داخل کیا جائے جس سے متخرجین حالات حاضرہ کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں سیرت کا مطالعہ بحیثیت فن کے اور اسلامی تاریخ اور عالم جدید تاریخ اسلام کے سیاسی نظام کو فن کی حیثیت سے مدارس کے نصاب میں جگہ دیجائے اور اس کیلئے ایسے اساتذہ کا اہتمام کیا جائے جو اسکو پڑھا سکے، اسی طرح طالبعلم کیلئے عربی کے علاوہ انگریزی کا بھی نظم کیا جائے، اسی طرح فقہی مسالک اربعہ کے اصول پر خاص طور پر توجہ دی جائے تاکہ جدید مسائل کا حل پیش کیا جاسکے اور تخصص جس بھی فقہی مذہب میں چاہیں کریں اور اسی طرح مذاہب اربعہ کے اصول کے ذریعے استنباط میں آسانی ہوگی آج کا انگریزی خواں طالبعلم اسلام کے عقائد وعبادات کا علم رکھتا ہے لیکن یہ بھی مغربی علوم کی یلغار میں کم نہ ہوتو کمزور ضرور ہو جاتا ہے۔

پاکستانی ارباب مدارس سے دردمندانہ اپیل

مدارس کے ذمہ داران سے پاکستان میں کئی بار عرض کیا کہ اگر مدارس کے نصاب میں تبدیلی کا شور ہے تاکہ جدید زمانہ کے مسائل سے واقف ہوں تو آپ حضرت انگریزی جامعات میں نصاب کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ اور قیام پاکستان کے نظریہ سے ہم آہنگ کرنے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ مگر میری آواز صدا بہ صحرا ہی رہی۔

جامعہ حقانیہ کا خوشگوار ارتقاء

جامعہ حقانیہ میں اس دوسری حاضری میں خوشگوار ترقی عمارتی اور روحانی دونوں ہی میں نظر آئی خاص طور پر مسجد کی توسیع کا کام بہت زور وشور سے جاری تھا اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس علمی وروحانی مینار کو یوں ہی روشن رکھے جس طرح اس کے بانی رحمہ اللہ چاہتے تھے۔

ضیافت میں مہمان کی چاہت اور مزاج کو ملحوظ رکھتے تھے

اس کے بعد حسب معمول مولانا نے اور انکی تمام ہی صاحبزادگان نے پرتکلف دوپہر کے کھانے کا اہتمام کیا، حسب معمول مولانا اور ان کے صاحبزادوں کو بھی یہ علم تھا کہ میرا معمول دوپہر کے کھانے میں عام طور پر صرف پھل کھانے کا ہوتا ہے اس لیے اس کا بھی انتظام کیا حسب معمول مولانا سے دلچسپ گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا میں خاص طور سے افغانستان کے اندرونی حالات کے جاننے کا مشتاق تھا، مولانا نے خاصی تفصیل سے وہاں کے حالات بیان فرمائے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے فضل وتقدم کا اعتراف

دوران گفتگو اچانک مولانا نے میری عمر پوچھی میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ علم وفضل میں بڑے ہیں پہلے اپنی عمر ظاہر کریں چنانچہ مولانا نے انکشاف کیا کہ ان کی پیدائش 1936 یا 1937 کی ہے میں

نے اپنی تاریخ پیدائش بتائی تو پتہ چلا کہ عمر میں مَیں ان سے بڑا ہوں اس پر کہ قہقہہ پڑا تو میں نے فوراً اس حقیقت کا اظہار کیا کہ مولانا اپنے مشاہدات تجربات اور مذہبی و دنیاوی اور سیاسی امور میں مجھ سے کہیں آگے ہیں اور مجھے ان تمام میدانوں میں فضل کا اقرار ہے یہ پر تکلف مجلس بالآخر اختتام کو پہنچی اور پھر اسلام آباد کیلئے میری روانگی ہوگئی، میں اس رخصت کے بعد کچھ دن پاکستان میں قیام کر کے جنوری کے آخر میں حسب معمول جنوبی افریقہ واپس آ گیا جہاں میرا ایک طویل عرصہ سے مستقل قیام ہے۔

ماہنامہ 'الحق' سے خصوصی اشتغال

جامعہ حقانیہ کے کوائف کا علم اس مجلّہ سے ہوتا رہتا ہے یہ مجلّہ کبھی آتا ہے اور کبھی ڈاک کی نذر ہو جاتا ہے خود مولانا پاکستان کی سیاسی اسلامی اور تعلیمی کوائف کا عملی تجربہ رکھتے تھے جمعیت علماء اسلام کے صدر کی حیثیت سے پاکستان کی سیاسی حالات اور اس کے رُخ عملی کا تجربہ براہ راست رکھتے تھے پاکستان کی اسمبلی اور سینٹ کے ممبر کئی بار رہ چکے تھے انکے علاوہ جامعہ حقانیہ کے مہتمم ہونے کے علاوہ شیخ الحدیث کی حیثیت سے طلبا کی تعلیم و تربیت کا اہتمام رکھتے تھے، مدرسہ کے امور اور انکی دیکھ بھال میں انکے فرزندوں کا بھی بہت بڑا ہاتھ تھا اور ہے اور صحیح معنوں میں یہ سب مولانا کے دست راست رہے ہیں۔

شہداء بالاکوٹ کی زیارات پر حاضری کی خواہش

میں نے مولانا سے خواہش کی تھی کہ میں سید احمد شہید رحمہ اللہ کی نسبت سے بالاکوٹ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں مولانا نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ۲۰۱۹ء میں مارچ اپریل یعنی گرمی کے موسم میں دوبارہ حاضر ہوں تو وہ مجھے بالاکوٹ لے جائیں گے اور یہ کہ جب بھی میرا پاکستان آنا ہوا کرے تو میں انکو مطلع کروں گا اور پھر انشا اللہ ضرور حاضری ہوگی......ع اے بسا آرزو کے خاک شد

مولاناؒ کی شہادت فضل و کمال کا ماتم

2 نومبر 2018 کی شام کو اچانک خبر ملی کہ مولانا کو کسی بد بخت نے راولپنڈی میں چھریوں سے زخمی کر کے شہید کر دیا مولانا تو شہادت پا کر اللہ تعالیٰ کے یہاں سرخرو ہو گئے لیکن بد بخت قاتل نے تو اپنے لئے جہنم کا پروانہ حاصل کر لیا قلب و دماغ پر بجلی گر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون یقین نہیں آتا کہ ان سے کسی کو ذاتی پرخاش یا دشمنی ہوگی ایسی باغ و بہار شخصیت سے کسی فرد کو عداوت یا مخاصمت سیاسی سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، بہ ظاہر تو عداوت کا تصور بھی نہیں ہوسکتا قاتل کو یقیناً مولانا کے پروگرام کا علم تھا ورنہ راولپنڈی میں ان کے مکان تک رسائی کیسے ممکن ہو سکی۔ بقول شاعر:

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف — اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

پاکستان میں جتنی بھی سیاسی قتل ہوئے لیاقت علی خان سے لے کر ضیاء الحق تک ان کے قاتل کا

پتہ آج تک نہیں چل سکا، سیاسی قتل میں بیرونی طاقتوں کا ہاتھ رہا ہے مولانا رحمہ اللہ کے قتل و شہادت کے مرتکب کا حال بھی معلوم نہ ہوگا بقول مشہور شاعر کلیم عاجز:

خنجر پہ کوئی داغ نہ دامن پر کوئی چھینٹ　　　تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

اس حادثہ نے قلب و دماغ کو شدید محرومی کا شکار کردیا جانا تو سب ہی کو ہے مگر کچھ حادثہ انتقال ایسا ہوتا ہے کہ انکی محرومی کا احساس اس لیے شدید ہوتا ہے کہ جو کرسی خالی ہوتی ہے اسکے جلد بھرنے کا امکان بھی بظاہر کم ہوتا ہے مولانا کا حادثہ شہادت دراصل فضل و کمال کا ماتم ہے اخلاق و شرافت کا ماتم ہے میری دانست و تجربہ میں بہت کم ایسے علماء ہیں جن کو بین الاقوامی اور قومی سیاست کا صحیح علم ہو جتنا مولانا کو تھا۔

صاحبزادوں سے توقعات اور امیدیں: مجھے امید ہے کہ ان کے صاحبزادگان جن کی تعلیم و تربیت مولانا نے کی ہے اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کے زیر سایہ جامعہ حقانیہ میں تعلیم و تربیت کا تجربہ عملی طور پر حاصل کیا ہے اور جامعہ کو اسطرح مل کر سنبھالیں گے جس طرح مولانا رحمہ اللہ نے خود کیا مجھے ان صاحبزادوں میں سے ہرایک کا عملی تجربہ ہے مولانا رحمہ اللہ اب جو امانت اپنے صاحبزادوں کے حوالے کی ہے وہ اسی طرح ان کی فکر کریں گے جس طرح مولانا نے اپنے سینہ سے لگا کر خدمت کی اور جامعہ کو عالمی بام شہرت عطا کی۔

مولانا مرحوم رحمہ اللہ کے ساتھ گزری ہوئی خوشگوار ساعتیں ہی اب یادوں کے خزانہ میں جمع ہے بالاکوٹ جانے کا وعدہ ہمیشہ مجھے ان کی یاد کو زندہ کرے گا مولانا رحمہ اللہ ایک ایسی شخصیت تھیں جن کی گفتگو اور نشست سے اکتاہٹ نہیں ہوتی تھی میں مولانا سے مختلف سوالات کر کے جواب مانگتا تھا اور وہ خندہ پیشانی سے اطمینان بخش جواب دیتے تھے انہوں نے جس طرح اپنے والد ماجد کے امانت کو سینہ سے لگا کر اللہ تعالی کی نصرت سے اس کی ترقی اور مدرسہ کی علمی و روحانی ترقی بالآخر اپنا خون دے کر اور سینچ کر اپنی بعد کی نسل کے حوالہ کیا ہے اب ان کے صاحبزادگان سے توقع ہے کہ وہ اپنے شفیق والد ماجد کی یاد تازہ رکھنے کیلئے اسی ہمت سے اس وراثت کی نگہبانی کریں گے جس طرح ان کے والد ماجد رحمہ اللہ نے کی اب ان کے جد امجد رحمہ اللہ اور والد ماجد کی امانت ہمت کے ساتھ اللہ تعالی کی نصرت و مدد سے اپنے سینہ سے لگا کر رکھیں گے۔

مولانا رحمہ اللہ کی شہادت سے میرا جامعہ اور وابستگان جامعہ سے تعلق ختم نہیں ہوا ان شاءاللہ بشرط حیات ان کے صاحبزادوں سے تعلق قائم رہے گا اور ان سے مل کر مولانا کے فراق ابدی کے غم کو ہلکا کر سکوں گا مولانا تو گئے اب ان کی یاد باقی رہے گی اور مولانا کو جامعہ کے وابستگان اور انکے احباب ان کے حادثہ سے انتقال کو کبھی نہ بھول سکیں گے جگر کا یہ شعر مولانا پر صادق ہے۔۔۔۔۔۔

جان کر من جملہ خاصان مے خانہ مجھے　　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

حضرت مولانا عبدالمعبود
مؤلف: تاریخ مکۃ المکرمہ و مدینہ منورہ

یادوں کے دیپ

''پہلی ملاقات کا تاثر، تواضع وانکساری، جود وسخا، غریب پروری، اہل علم کا اکرام واحترام، تکمیلِ تفسیر کا جذبہ، شدید مرض میں اشتغالِ مطالعہ اور دیگر مختلف موضوعات پر ایمان افروز واقعات اور حکایات''

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب مدظلہم بزرگ عالم دین، بیسیوں کتابوں کے مصنف، امام لاہوری رحمہ اللہ کے دست گرفتہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے خصوصی تعلق خاطر، ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت ''شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نمبر میں خصوصی معاون، اکابرین دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین وترجمان، اور جامعہ حقانیہ کے خدام کیلئے دعاگو ہیں ان کا مختصر مگر جامع اور وقیع مضمون علم وادب کا گنجینہ اور تاریخ واخلاق کا خزینہ ہے، قارئین پڑھیں گے تو یقیناً ایمان کی تازگی اور روحانی حظ وافر حاصل کریں گے۔ (ادارہ)

گردش ایام اس قدر برق رفتار ہوتی ہے کہ صدیاں مہینوں میں مہینے دنوں میں اور دن ساعتوں میں بیت جاتی ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ۱۹۸۶ء کو احقر اپنے برادر بزرگ مولوی عبدالواحد اختر (خوش نویس) رحمہ اللہ کے ہمراہ ایشیاء کی عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی ''جامعہ حقانیہ'' میں حاضر ہوا، جہاں سلطان المجاہدین، شیخ الاساتذہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب شہید برداللہ مضجعہ کی قدم بوسی سے شرف یار ہوا۔

پہلی ملاقات کا تاثر

موصوف نورانی چہرہ، خندہ جبین، آپ کی ذات والاصفات علوم ومعارف کی معدن، علم وعرفان کی مخزن، جامعہ حقانیہ کی روح رواں اور گوناگوں صفات کا حامل پایا، آپ کی ذات ستودہ صفات جہاں علوم نبوت کی مسند نشین ہے، اتحاد ملی کی سرخیل، نفاذ شریعت کی علمبردار، سیاست وقیادت میں میر کارواں، ایوان اقتدار میں اعلاء کلمۃ الحق میں جری وبے باک اور جہاد اسلامی کے سالار اعظم تھے۔ حضرت شہید وقت کے نابغہ روزگار عالم، علوم وفنون کے شہ سوار، ملکی وملی مسائل میں متحرک شخصیت، علمی رسوخ کے ساتھ فن تدریس کا ملکہ درس نظامی میں مجتہدانہ بصیرت کے حامل تھے۔

عجز وانکساری

باایں ہمہ تکبر وغرور اور انانیت سے پاکیزہ برتاؤ وکردار کے مالک تھے ،وسعت ظرفی ، بردباری ، انکساری، فروتنی ، کسر نفسی اور لجاجت کی کوئی انتہاء نہ تھی ، مجھ جیسے سراپا خطاکار ، کم علم مبتدی کو بھی فون کرتے تو ان کے نطق سے الفاظ صادر ہوتے "خادم سمیع الحق بول رہا ہوں" ملک کے عظیم الشان جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث ،لاکھوں علماء اور طلباء کے مربی اور اتالیق ایک حقیر فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے "خادم بول رہا ہوں" کے الفاظ ان کی انتہائی انکساری پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت اقدس کے خلوص وللٰہیت اور فروتنی ان کی تحریر سے بھی آشکارا ہوتی تھی ، بطور نمونہ حضرت کے صرف دو مکاتیب جو راقم آثم کے نام تھے کے چند جملے قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۲۰۰۹ء میں حضرت شہید کی شہرہ آفاق تصنیف "زین المحافل" جب منصۂ شہود پر آئی تو حضرت موصوف نے مجھ خطاکار کو بھی اس علمی خزینہ سے سرفراز فرمایا ، راقم نے علمی تحفہ وصول ہونے کی اطلاع اور شکریہ ادا کرنے کا عریضہ ارسال خدمت کیا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے کمال بے نفسی کے ساتھ اپنے مکتوب گرامی میں یہ کلمات تحریر فرمائے۔

> "آپ کے کلمات محبت آپ کے علم وسیرت کے حسین تعلق کے غماز ہیں مجھ گنہگار، تقصیر شخص کی آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی ،حسن ظن ہے حق تعالیٰ مجھے آپ کے حسن ظن کا اہل بنادے"
>
> آخر میں ارقام فرماتے ہیں "دعاؤں کا ہر لحہ محتاج ہوں"

۲۰۱۵ء میں شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی نے حضرت شہید رحمہ اللہ کی سوانح "حیات و خدمات" دو ضخیم جلدوں میں مدون فرمائی ، اسکے اشاعت پذیر ہوتے پر راقم الحروف نے حضرت اقدس کی خدمت میں ہدیہ تبریک وتحسین پیش کیا، جس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کا حسن ظن ہے،مولانا حقانی بھی اس بیماری میں مبتلا ہے جبکہ "یظن الناس بی خیرا وانی شرالناس ان لم یعف عنی" اللہ والوں کا یہی حسن ظن میرا سہارا وسرمایہ ہے اور اس کی برکت سے مجھے نجات نصیب ہو، یہ تھا حضرت شیخ شہید رحمہ اللہ کا تقویٰ ،خلق ومروت اور فروتنی کہ عالم اسلام کے ممتاز عالم دین ہوتے ہوئے بھی نہ تصنع نہ انانیت اور نہ ہی تکبر وغرور۔ ع نہد شاخ پُر میوہ سر برز میں

جود وسخا

کسی بھی موضوع پر کتاب لکھنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے ، تصنیف وتالیف کے معرکہ کو سر کرلینے کے بعد اس سے بھی زیادہ جاں گداز مرحلہ طباعت واشاعت کا ہوتا ہے ، جو جانی

اور مالی دونوں طرح کی قربانیوں کا طلب گار ہوتا ہے مؤلفین ومصنفین جو اس خاردار راستہ کے مسافر ہوتے ہیں جب لاکھوں کے مصارف برداشت کرکے جان بلب ہوکر اسے قطع کرلیتے ہیں تو پھر کسی کو کتاب کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے دل کڑھتا ہے اور ہاتھ کانپتے ہیں۔

لیکن ہم نے بارہا دیکھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید اپنی مایہ ناز تاریخی دستاویز ومشائخ وزعماء ملت کے خطبات اور مکاتیب مشاہیر جیسی ضخیم اور عظیم کتابیں لاتعداد حضرات کو بڑی فراخ دلی اور خندہ جبینی سے لوجہ اللہ پیش فرمارہے ہیں اور یہ صرف دو کتابوں ہی کی بات نہیں بلکہ علوم ومعارف کے دفینے اور حقائق ودقائق کے خزینے اپنی بیسیوں نادرونایاب کتب اسی طرح لٹارہے ہیں۔ ع مشتے نمونہ از خروار

مجھ جیسے حقیر فقیر طالب علم کو بھی ہمیشہ اپنی نوازشات سے سرفراز فرماتے رہے، سب سے پہلے آخری تحفہ ثمینہ جو مرحمت فرمایا وہ "مشاہیر خطبات" کا مکمل سیٹ تھا جس کے متعلق اپنے مکتوب گرامی میں ارقام فرماتے ہیں۔خطبات کا ایک سیٹ مطالعہ کیلئے ہدیۃً ارسال خدمت ہے، آنجناب کے وقیع تاثرات کا انتظار رہیگا (بتاریخ ۱۰ راکتوبر ۲۰۱۵ء) اور کرم بالائے کرم یہ کہ احقر خود اس نعمت غیر مترقبہ کو وصول کرنے کیلئے حاضر بھی نہیں ہوا کسی آدمی کے ذریعے یہ علمی وتحقیقی خزانہ مرحمت فرمادیا تھا۔ (فاجرهٗ على الله)

غربا نوازی

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے قبل از نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصاف حمیدہ کا خصوصیت سے تذکرہ فرمایا تھا۔

انك لتصل الرحم وتحمل الكل و تكسب المعدوم (صحيح البخاري كتاب الوحي)

"آپ ضعیف، یتیم اور معذور لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ نادار اور فقیر لوگوں پر احسان فرماتے ہیں۔"

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے پیش نظر یہ ارشاد نبوی تھا۔خير الناس من ينفع الناس

بنابریں موصوف سماج کی خیرخواہی، نادار اور بے کسوں کی کفایت اور ہمدردی کے جذبہ سے سرشار تھے، بے شمار اور حساب تو روز جزا ہی میں سامنے آئے گا کہ حضرت کے زیر کفالت کس قدر غرباء ومساکین بیوائیں اور یتیم اور معذورین اور اپنی ضروریات زندگی سے بہرہ ور ہورہے تھے۔

یہ خدمت اس قدر مخفی اور پوشیدہ تھی کہ دائیں ہاتھ سے خرچ کریں اور بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہونے پائے اور ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ إِنْ تُخْفُوهَا وَ تُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرۃ: ۲۷۰) "اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے حق میں"

حضرت شہید رحمہ اللہ یہ جملہ خدمات محض اللہ تعالیٰ رب العزت کی رضا ہی کیلئے انجام دیتے

رہے کسی کو جتلانے اور بتلانے کی غرض ہرگز نہ تھی، راقم الحروف کا ایک معذور بھتیجا تا زیست حضرت کے اس تعاون سے مستفید ہوتا رہا، بسا اوقات حضرت رحمہ اللہ خود اس کے گھر جا کر یہ خدمات انجام دیتے اور بعض اوقات کسی معتمد کے ہاتھ زر تعاون مرحمت فرماتے رہے، سماج کی خیر خواہی، نادار اور بے کسوں کی دست گیری اور ھمدردی کے جذبے سے سرشار تمام زندگی یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔

راقم آثم کا اکرام

راقم آثم جب کبھی بھی حضرت شہید کی قدم بوسی کو حاضر خدمت ہوا تو ہمیشہ شفقت اور اکرام کا معاملہ فرمایا، حالانکہ حضرت کے علم وتقویٰ کے منصب رفیع کے سامنے راقم کی حیثیت طفل مکتب کی سی تھی علم وعمل کے لحاظ سے ان کے خاک پا کے برابر نہیں تھا۔

جن دنوں میں علامہ عبدالقیوم حقانی صاحب الحق کا خصوصی نمبر "شیخ الحدیث مولانا عبدالحق" کی ترتیب وتدوین میں مصروف تھے، احقر کو بھی کچھ لکھنے کا حکم ہوا اس سلسلہ میں متعدد بار جامعہ حقانیہ حاضری ہوتی رہی، حضرت شہید ہر بار انعامات دیدلیا سے نوازتے، کبھی بھی تہی دست واپس نہیں آنے دیا۔

احقر کی کسی بھی گذارش پر ہمیشہ تعاون اور دلداری سے نوازتے رہے، حضرت کی زبان مبارک سے انکار کا لفظ نہیں سنا، مسکراتے چہرہ کے ساتھ ہمیشہ اثبات میں جواب مرحمت فرمایا، ۲۰۰۲ء میں بعونہ تعالیٰ راقم آثم نے "سیرت امہات المؤمنین" مرتب کی، کتاب کی اشاعت پر متعدد احباب کی رائے سے اس کی تقریب رونمائی کا پروگرام بنا، اس ناچیز نے ٹیلفون پر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ سیرت امہات المؤمنین کی تقریب کی محفل آپ کی صدارت میں منعقد کی جارہی ہے، ازراہ شفقت اسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بار فرمائیں۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ نے بڑی مسرت کے ساتھ میری درخواست کو پذیرائی بخشی اور مقررہ تاریخ پر چند احباب کے ہمراہ اس پروقار تقریب میں قدم رنجہ فرماہوئے، اس تقریب سعید کے مہمان خصوصی حضرت اقدس رحمہ اللہ ہی تھے، ان کے علاوہ متعدد علماء کرام بھی تشریف فرما تھے، جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اور ممتاز مذہبی سکالر مولانا زاہد الراشدی خاص کر قابل ذکر ہیں، حضرت اقدس کے صدارتی خطاب سے پہلے علامہ عبدالقیوم حقانی "سیرت امہات المؤمنین" سے متعلق خطاب فرمارہے تھے، ضمناً فرمایا! مولانا (عبدالمعبود) کی یہ آخری تصنیف اور کتاب ہے، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے ان کی بات کاٹتے ہوئے فوراً ارشاد فرمایا نہیں نہیں! ان شاء اللہ مولانا ابھی اور بھی کئی کتابیں لکھیں گے۔

بحمد اللہ حضرت شہید کی دعا اور اللہ کریم کی نصرت سے سیرت امہات المؤمنین کے بعد متعدد کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جن میں سے شاہ کونین کی شہزادیاں اور سوانح امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو زیادہ قبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت اقدس نے اپنے خطبہ صدارت میں سیرت امہات المؤمنین کی نہ صرف تحسین تصویب فرمائی بلکہ مؤلف کے قلم فیض رقم کی جملہ تخلیقات کی توصیف وتعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

''مولانا کا انداز کاوش سہل وآسان بھی ہے اور محققانہ وعالمانہ بھی ہے ''سیرت امہات المؤمنین'' میں ازواج مطہرات کی ازدواجی زندگی کے روح پرور مناظر کو بڑے سلیقہ سے پیش کیا ہے، ان کے اخلاق عالیہ فاضلہ اور عبادات وریاضت کے حسین مناظر کو ایسے دلچسپ انداز میں قلمبند کیا کہ اس نے ایمان افروز ماحول کی جیتی جاگتی تصویر کا روپ دھار لیا ہے، ازواج مطہرات نے فروغ دین اور تبلیغ وترویج دین کی ایسی شاندار خدمات انجام دیں کہ پوری امت ان کی مرہون منت ہے۔ (۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ)

ہسپتال میں عیادت

گذشتہ سال ۲۰۱۸ء حضرت اقدس مولانا سمیع الحق شہید کو عارضہ قلب لاحق ہوا، علاج معالجہ کی غرض سے ملٹری ہسپتال راولپنڈی تشریف لائے اور کئی دن زیر علاج رہے، بالآخر صحت یاب ہوکر گھر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت کی عیادت کیلئے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے طلباء محبین، سیاسی زعماء، حتی کہ چیف آف آرمی سٹاف بھی حاضر خدمت ہوئے راقم اثم بھی اپنے فرزند قاری خلیل الرحمٰن کے ہمراہ ویل چیئر پر حاضر خدمت ہوا۔

بیماری کی حالت میں علمی مشاغل اور خدمت دین کا جذبہ

دل کے شدید عارضہ کے باوجود حضرت اقدس کا ہشاش بشاش چہرہ دلالت کر رہا تھا حضرت کو کوئی تکلیف نہیں ہے، یا صبر وتحمل کا اس قدر غلبہ ہے کہ چہرہ انور تکلیف سے متاثر نہیں، آنے والے ہر کسی سے فرداً فرداً خیر خیریت دریافت فرماتے اور بعض امور میں پند ونصائح سے بھی نوازتے۔

جب تیمار دار حضرات جانے لگے تو دعا کی درخواست کی چونکہ مریض کی دعا عند اللہ مستجاب ہوتی ہے، سب کی دلی خواہش تھی کہ حضرت اقدسؒ دعا فرمائیں، لیکن حضرت کی کسر نفسی اور مجھ گنہگار سے قلبی تعلق اور انس کے پیش نظر فرمایا دعا آپ کرائیں، میرے شدید انکار کے باوجود حضرت کا اصرار بڑھتا گیا، مجبوراً ''الامر فوق الادب'' راقم آثم نے حضرت کی جلد اور کامل صحت کیلئے بارگاہ الٰہی میں التجاء کی۔

ابھی دعا جاری تھی حضرت نے ارشاد فرمایا! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے امام لاہوری کی تفسیر مکمل

کرنے کیلئے صحت کی نعمت عطا فرمائے ۔بس وہ مسودہ یہاں ہسپتال میں بھی ساتھ لایا ہوں جب بھی ہمت ہوتی ہے اسے دیکھ لیتا ہوں''

سبحان اللہ !علمی مشاغل اور خدمت دین کا جذبہ کس قدر رنزوں تر تھا کہ عارضہ قلب کے باوجود بستر علالت پر بھی یہ تڑپ اورتمنا قائم ہے بے شمار عوارضات اور دینی وملکی مشغولیات کے باوصف تفسیر کی تکمیل کی تادم آخریں بھر پور جدوجہد فرماتے رہے ،اورالحمدللہ تفسیری علوم وحقائق کا نادرو نایاب گراں قدر خزینہ قریب الاختتام پہنچادیا۔ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ بقول شاعر مشرق ......

اسی کشمکش میں گزری میری زندگی کی راتیں　　　　کبھی سوز وساز رومی کبھی پیچ وتاب رازی

بدرمنیر کی آخری جھلک

عیدالاضحیٰ ۱۴۳۹ھ کے بعد راقم آثم اپنے دونوں بیٹوں (قاری خلیل الرحمٰن اورمولانا مسعود الرحمٰن) اوردونوں پوتوں (مولانا محمد عمر فاروق اورقاری محمد حذیفہ) کے ہمراہ حضرت اقدس شہید رحمہ اللہ کے دردولت پر حاضر ہوا ،تقریبا ۱۲ بجے دن شرف باریابی نصیب ہوا مختلف مذہبی مسائل مدارس دینیہ کو درپیش معاملات ملکی اور بین الاقوامی امور پر دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔حضرت اقدس نے تفسیر امام لاہوری رحمہ اللہ جس کی ترتیب وتدوین میں حضرت شب وروز مصروف تھے ، اس کے چند کمپوز شدہ اوراق کی زیارت کا شرف بھی بخشا اورفرمایا!یہ کام بڑا مشقت طلب اورمشکل ہے،تنکا تنکا جمع کرنا پڑتا ہے''

دفتر اہتمام ہی میں نماز ظہر حضرت اقدس کی معیت میں باجماعت ادا کی ،حضرت نے بھی بیماری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادافرمائی اورراقم آثم بھی اپنی معذوری کے باعث ان کے پہلو میں کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا ،جس بدرمنیر کی علمی رفعتوں سے ایک جہاں ضیابار ہورہا تھا ،جس نشاط افزاء روشنی میں مجاہدین اسلام سیاسی کردار زعماء ملت اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے وہ علم وعمل کا بدرمنیر آخر غروب ہوگیا ،وہ ایمان افروز محفل اورروحانی خوشنما منظر اب بھی نظروں کے سامنے رقص لے رہا ہے۔

ضیافت

حضرت شہید رحمہ اللہ نے شاندار ضیافت کا اہتمام فرمارکھا تھا، ویسے تو حضرت کے شاہی دسترخوان پر بارہا متنوع کھانوں سے لطف اندوز ہوتا رہا ،شاید ان کی یہ آخری ضیافت تھی جونہایت پرتکلف تھی ، کتنے ہی انواع واقسام کے لذیذ اورعمدہ کھانے تھے، ہم پانچوں مہمان اس میں شریک تھے ، ساتھ بیٹھے ہوئے مولانا عرفان الحق ہر چند منٹ بعد ھل من مزید کی صدا لگاتے رہے ۔اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کی شہادت کی المناک اطلاع سے پورا عالم اسلام غمزدہ اورافسردہ ہوگیا اللہ جل مجدہ اپنی شان کے مطابق اس سے معاملہ فرمائے اور جنت الفردوس میں بلندترین مقام عطا فرمائے

شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مکارمِ اخلاق کی رعنائی ودلربائی

حیات وخدمات جلد سوم سے اقتباس

وحدتِ ملت کی فکر اور اتحادِ اُمت کی دعوت

اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پیکر خاکی میں متضاد اور باہمی مختلف نوعیت کی صلاحیتیں جمع کر دی تھیں مجھے مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک جملہ یاد ہے جو انہوں نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ: ''علم اور سیاست کو جمع کرنا آتش وپنبہ کو جمع کرنا ہے''۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے عمر کے آخری لمحات میں بھی آتش وپنبہ کے جمع کرنے کے باوجود علمی کام جاری رکھے اور تفاسیر امام لاہوریؒ کے ۲۷ پارے مکمل فرمالئے، ''حقائق السنن'' کی مزید تین جلدیں تیار کرائیں اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ واقعتاً ان گنے چنے افرادِ اُمت میں ہیں جنہوں نے درس وتدریس، علم و تحقیق، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے انتظام و اہتمام، تصنیف وتالیف، ادب وتنقید، سیاست، اصلاح انقلاب اُمت، اتحاد ووحدت، اصلاح ودعوت اور اتحادِ ملت جیسے کاموں کے درمیان فاصلے سمیٹ لیئے وہ پوری زندگی مسلک ومشرب اور ادارہ وجماعت کی حد بندیوں سے بالاتر ہوکر کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر اتحادِ اُمت اور وحدتِ ملت کا پیغام دیتے رہے۔

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ پاک نے قوتِ گویائی اور تقریر وخطابت کا وافر ملکہ عطا فرمایا تھا، ان کی زبان فصیح تھی، فن خطابت کا ملکہ تھا، ان کا علمی مقام، مدرسانہ شان اور محدثانہ جلالتِ قدر کا علمی آستانہ بہت اونچا تھا، انہیں قریب سے دیکھا، کھود کرید کر پرکھا شب وروز ان کے ساتھ رفاقت رہی، سفر وحضر کے مراحل میں قریب قریب اور ساتھ ساتھ چلتا رہا مگر کہیں سے بھی ان میں علمی نخوت کی بو نہیں آئی اور وہ حد

درجہ شفیق، متواضع اور خلیق تھے اور اپنے عظیم والد کی طرح علماء اولیاء اور ارباب فضل و کمال کی محفل میں اسی طرح جھکے رہتے تھے، جیسے پھل دار درخت جھکا رہتا ہے وہ ......

ع نہد شاخ پُر میوہ سر برزمین

کا مصداق اتم تھے، علمی فضل و تفوق اور بلند پایہ سیاسی قد کاٹھ کے باوجود زندگی سادہ اور تکلف سے عاری تھی، خدمت خلق، ملک میں قیامِ امن، نفاذ شریعت اور علم دین کی حفاظت و اشاعت کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ وہ نہ طرزِ کہن پر اَڑتے تھے اور نہ ہی تعمیر نو سے ڈرتے تھے اور نہ ہی نصاب و نظامِ تعلیم کے حوالے سے قصۂ قدیم و جدید میں اُلجھتے تھے، ملک میں امن، عدل اور نظامِ شریعت کے قیام و استحکام کے لئے شب و روز کوشاں رہتے تھے۔

دینی وسیاسی اور مذہبی جماعتوں میں یکساں مقبول ومحبوب

مولانا سمیع الحق شہیدؒ، مرکز علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اہتمام و انصرام کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں درجنوں اداروں کے سرپرست، معاون اور رُکن تھے۔ انہیں عرب اور خلیجی ممالک سمیت امریکہ، برطانیہ، فرانس، بلجیم، پیرس اور متعدد مغربی اور افریقی ممالک کے اسفار کرنا پڑے، وہ ملک و بیرونِ ملک کے بین الاقوامی سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ اُمت و ملت کے اتحاد اور غلبۂ شریعت کے حوالے سے ان کے نگاہ بہت تیز تھی، کسی بات کی تہہ تک پہنچنے اور معاملہ فہمی میں انہیں درک و کمال حاصل تھا۔ صلح صفائی کرنے، مختلف الخیال لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے، باہمی متضاد اور متحارب گروپوں کو وحدت کی رَسّی میں پرونے اور نزاعی مسائل کو حل کرنے کی خوش تدبیری سے خوب واقف تھے، موقع و محل کے اعتبار سے تقریر و تحریر اور گفتگو ان کا خاص امتیاز رکھتے تھے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مؤمنانہ فراست، سیاسی بصیرت، تدبر، زمانہ شناسی اور قوم و ملت کیلئے دردمندی اور فکرمندی مثالی تھی، ملک و ملت اور نفاذ شریعت کی جدوجہد اور قومی و ملی مسائل سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، جب بھی قومی اور ملی حوالے سے ملت کی کشتی گرداب میں گھری تو انہوں نے پورے خلوص کے ساتھ ساحلِ مراد تک نکالنے کی سعی اور بھرپور کوششیں کی ہیں، علمی و دینی اور ملی مسائل پر ان کی گہری نظر تھی اور زبان و بیان کی خوبی کے ساتھ ان مسائل کی تعبیر و تفہیم کی خداداد صلاحیت رکھتے تھے۔ قدیم و جدید طبقات دینی و عصری تعلیم یافتہ حلقوں اور ملک بھر کی دینی و سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں وہ یکساں مقبول و محبوب تھے، وہ ان تمام طبقات اور حلقوں میں ربط و ارتباط اور میل جول کیلئے ایک پُل کا درجہ رکھتے تھے۔

حقائق السنن کی تالیف واشاعت کی مساعی

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ تقریباً چالیس سال سے دارالعلوم حقانیہ میں علوم وفنون اور تفسیر وحدیث کی اہم کتابوں کا درس دیتے رہے جبکہ دارالعلوم دیوبند کا زمانہ اس پر مستزاد ہے، جہاں علوم وفنون کی اعلیٰ کتابیں آپ کے ذمہ تھیں۔ اکابر کا جیسا معمول تھا حضرت شیخ مدظلہٗ نے دورۂ حدیث پڑھاتے وقت ترمذی شریف کو اپنے تفصیلی مباحث وتشریحات کا محور بنالیا جس کو ہر سال آپ کے لائق اور فاضل تلامذہ بڑے اہتمام سے قلم بند کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوا کہ استاذ المحترم مولانا سمیع الحق صاحب کو ادھر توجہ ہوگئی کہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے درسِ ترمذی و بخاری کو ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے بھی محفوظ کرلیا جائے، چنانچہ ۱۳۹۵ھ اور ۱۳۹۶ھ ہر دو سالوں میں رکارڈنگ کا انتظام رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہزاروں تلامذہ، علماء، فضلاء اور علمی حلقوں کے شدید اصرار، اشتیاق وانتظار اور خود استادِ محترم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی اس مسئلہ سے ہمہ وقتی دلچسپی؛ جذبۂ اشاعتِ علمِ حدیث اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے علوم ومعارف کی تدوین وحفاظت اور افادۂ عام کے پیش نظر حضرتؒ کے اِن امالی حدیث کے مسودات کی ترتیب وتہذیب ومراجعت وتخریج جیسے اہم اور کٹھن مراحل کو طے کرنے کا پروگرام ہمیشہ مدنظر رہا۔ مگر مصروفیات دامن گیر رہیں۔

بالآخر اللہ کا نام لے کر مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے خود ان مراحل کے عبور کرنے کا عزمِ مصمم کرلیا اور ۱۰ ارمحرم الحرام (یوم العاشوراء) کے مبارک دن دفتر "الحق" میں حضرت شیخ الحدیثؒ اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر اکابر اساتذہ کو زحمت دے کر مسوداتِ ترمذی کی ترتیب ومراجعت کے کام کی افتتاحی تقریب منعقد کی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دُعائیہ کلمات کا افتتاحیہ تحریر فرمایا اور پھر تمام اکابر اساتذہ ومشائخ نے مل کر اس کام کے تکمیل کی دُعا کی، مگر مولانا کے عزمِ صمیم رکھنے کے باوجود کثیر الانواع مشاغل اور گوناگوں ذمہ داریوں مثلاً دارالعلوم حقانیہ کے انتظامی اُمور، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، ماہنامہ "الحق" کے علاوہ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شرکت، علاقہ کے مسائل اور اس نوع کے مختلف النوع مشاغل اس کام کو ہمہ وقتی توجہ دینے سے مانع بنتے رہے۔ تاہم حقائق السنن کی ترتیب وتالیف کے ولولے ماند نہیں ہوئے۔ بالآخر مجھے چکوال سے بلاکر دارالعلوم حقانیہ میں تدریس عنایت فرمائی اور ہاتھ میں قلم دے کر امالی ترمذی کی ترتیب وتالیف کے کام پر لگا دیا جو "حقائق السنن" کی صورت میں منظرعام پر آچکی ہے۔ (حقائق السنن جلد اوّل)

ایک دُعائیہ جملہ اور ''حدوثِ امر'' کی بشارت جو بہرصورت ظہور پذیر ہوا

ادھر احقر مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر چکوال میں درس و تدریس اور افتاء وغیرہ میں مشغول تھا، وہاں تعلیمی اور تدریسی ماحول کے باوجود دل اپنی مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ رہا۔ شیخنا المکرّم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خدمت، بابرکت مجالس، حکمت بھرے ارشادات، شفقت بھری ہدایات، اُلجھے ہوئے مسائل کو سلجھا دینے اور بے چین و پریشان طبیعتوں کو اطمینان وسکون بخشنے والی نگاہیں اور دعائیں اس کے ساتھ ساتھ یہ آرزو اور خواہش کہ زندگی اور اس کی صلاحیتیں اپنے اکابر اساتذہ ومشائخ بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خدمت وسرپرستی میں خدمتِ دین میں صرف ہو، اور ہر قدم ان ہی کی رہنمائی میں اُٹھے، اس قسم کے احساسات اور جذبات تھے، جو ربّ العزت کی مستجاب بارگاہ میں دعاؤں کی شکل اختیار کرتے اور مجیب الدعوات کے وعدہ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرة: ۱۸۶) کی ابدی اور یقینی بشارت سے ڈھارس بندھی رہتی۔

کچھ ایسے جذبات میں ڈوب کر ایک مفصل عریضہ مخدومنا المحترم استاذی حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمت میں لکھا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

''اطمینانِ خاطر جمع رکھیں اور اپنے کام میں پوری تندہی کے ساتھ لگے رہیں، اللہ تعالیٰ پریشانیاں دُور کر دے گا اور ان شاء اللہ اطمینانِ خاطر نصیب ہوگا۔ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق: ۱)''
(شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے)

مکتوبِ گرامی سے بڑا اطمینان حاصل ہوا، ''حدوثِ امر'' کی بشارت تھی۔ یقین تھا کہ اپنے استاذ کے حکم سے اللہ تعالیٰ نے مستقبل میں جس حدوثِ امر کی بشارت اور خوشخبری دی ہے اس میں بے پناہ خیر وبرکت اور فلاح و بھلائی ہوگی، تاہم اس انتظار میں دل بے قرار تھا کہ حدوثِ امر کس صورت میں ہوگا اور کب ہوگا؟ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ استاذی المحترم نے اپنے ہاں بلالیا اور وہ عظیم الشان کام جس کو وہ خود مکمل کر رہے تھے میرے حوالہ کر دیا۔ یعنی حضرتِ اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تقاریرِ ترمذی پر کام کرنے کی خدمت پر لگا دیا۔ ایسا مہتمم بالشان علمی اور ذمہ دارانہ کام جو بڑے علم وفہم، حزم واحتیاط اور حددرجہ دیانت داری کا متقاضی تھا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ مجھ جیسے بے مایہ اور کم علم کی استطاعت سے بہر حال باہر تھا۔ حکم ہوا تو پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ مولانا کی شفقت، اعتماد اور حُسنِ ظن اور قدرت کی نیرنگی پر ورطۂ حیرت میں ڈوب کے رہ گیا......

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درختِ سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بہ چہ کارکشت ما را

مگر استاذی المحترم مولانا سمیع الحق نے خود اس کام میں مکمل شرکت ونگرانی اور ہمہ وقتی و ہمہ پہلو تعاون کا یقین دلایا۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ احقر کا تعلیمی ومطالعاتی، علمی اور تحریری ذوق یہ سب ان ہی کی صحبت ومعیت اور اس سے بھی قبل ان کے علمی صحیفۂ غراء ماہنامہ ''الحق'' کا مرہونِ منت ہے یہ ان کے لطفِ خاص اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دعاؤں اور شفقت کا نتیجہ ہے کہ اللہ پاک نے ایک بے مایہ طالب علم کو حضرت شیخ الحدیثؒ کے امالی ترمذی کی ترتیب ومراجعت جیسے اہم اور کٹھن کام پر لگادیا اور توفیق ارزانی فرمائی۔ اس کام میں ہر ہر لمحہ نہ صرف یہ کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی دُعائیں ساتھ رہیں بلکہ مولانا سمیع الحقؒ کے اصرار پر ضعف و علالت اور گوناگوں مشاغل و عوارض کے باوجود زیرترتیب مسودہ کو سننے اور اس کی تصحیح واصلاح کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ الحمدللہ کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تحریک، نگرانی، سرپرستی اور بھرپور مخلصانہ تعاون سے تکمیل پذیر ہوا۔

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مادری زبان اگرچہ پشتو ہے مگر اُردو میں بھی انہیں اچھی خاصی مہارت حاصل تھی، ان کے بولتے ہوئے، بعض اوقات اگرچہ ان کے لب ولہجہ سے پشتو جھلک پڑتی تھی، مگر جب اردو لکھتے تو مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی کی یادتازہ کردیتے تھے، ماہنامہ 'الحق' کے اِدارتی کالموں پر مشتمل کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' اس کا شاہدِ عدل ہے۔ دینی مدارس میں ختم ہائے صحیح بخاری کی تقاریب میں انہیں آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے سنا، اساتذہ وعلماء کہتے ہیں کہ ان کے درس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانونی الفاظ، اور شرعی وفقہی اصطلاحات اور علم حدیث کے مباحث اور تدقیقات وتحقیقات پر ان کی گہری نظر ہے، وہ الفاظ کے حروف سے معانی کے گوہر نکالنے کا فن خوب جانتے تھے، ان کی طبیعت میں نکتہ رسی بھی ہے اور نکتہ سنجی بھی، وہ دادوتحسین اور صلہ وستائش کی تمنا اور کچھ حاصل کرنے کی آرزو سے بے نیاز ''مردِ مجاہد اور مردِ حقانی'' تھے ....

کب چھپا سکتا ہے پیشِ ذی شعور
مردِ حقانی کی پیشانی کا نور

مولانا عرفان الحق حقانی
استاذ و منتظم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت قبلہ والد ماجد

الحاج مولانا اظہار الحق حقانی نور اللہ مرقدہ

منتظم اعلیٰ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی رحلت

قبلہ والد ماجد، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے منتظم اعلیٰ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند، تواضع اور عاجزی کے خوگر، امانت و دیانت کے پیکر، حلم و بردباری کا مجسم نمونہ، ریاضی اور علم حساب کے ماہر، مسائل و مناسک حج میں اتھارٹی، وجیہ و بارعب شخصیت کے حامل الحاج مولانا اظہار الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ بروز پیر 4 فروری 2019ء رات کے 10:50 پر پشاور کے نجی ہسپتال نارتھ ویسٹ میں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اغفرہ)

مذکورہ ہسپتال میں 17 دن ایڈمیٹ رہے، انتقال سے قبل احقر نے انہیں سورۃ یاسین شریف مکمل اونچی آواز سے سنائی سلام قولا من رب الرحیم پر انہوں نے اپنے لب کئی دفعہ ہلائے، احقر ان کے الفاظ تو سن نہ سکا تاہم غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے کلمہ شہادت ہی پڑھا ہوگا۔ والد ماجد حساب کتاب اور معاملات کے بڑے کھرے تھے، نہ دوسرے کے حق لینے کے روادار تھے اور نہ کسی کو اپنا حق چھوڑنے کا وطیرہ، اسی بنیاد پر آپ کے ساتھ لوگ لین دین بلاجھجک کرتے اور اہل محلہ و گاؤں اور علاقہ بھر کے لوگ اپنی امانتیں ان کے ساتھ رکھنے کو ترجیح دیتے۔ عم مکرم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ان کی علالت پر سخت صدمہ اور افسوس بھی اسی پر تھا کہ ان جیسے ضرب المثل شخصیت کے خدمات سے دارالعلوم محروم ہو چلا۔ میرے ساتھ فی الحال میرا قلم ساتھ نہیں دے رہا ہے ورنہ واقعات کے انبار دماغ موجزن ہیں۔ ایک مہینہ ان کی رحلت کو پورا ہونے والا ہے لیکن دماغ ماؤف اور اعصاب ساتھ نہیں دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل اور اس کے عوض اجر جزیل سے نوازے، آمین۔

آپ رحمہ اللہ کا جنازہ دارالعلوم حقانیہ کی زیر تعمیر جامع مسجد کے گراؤنڈ فلور میں اگلے روز بعد از نماز عصر مولانا انوار الحق دامت برکاتہم کی امامت میں ادا کیا گیا، جس میں ہزاروں علماء، طلباء، صلحاء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ احقر نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے اصرار پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور

دارالعلوم حقانیہ کی موجودہ تمام تعمیرات میں ان کے کلیدی کردار کو واضح کیا۔ برادر مکرم مولانا حامد الحق اور مولانا لقمان الحق نے بھی کلمات تشکر پیش کئے۔ غروب آفتاب کے قریب تدفین اپنے عظیم والد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے قدمین میں کی گئی۔ مولانا ارشد قریشی نے قبر پر تقریر فرمائی۔ آپؒ کے مختصر حالات یوں ہیں:

پیدائش ونسب

قبلہ والد ماجد الحاج مولانا اظہار الحق حقانی نوراللہ مرقدہ بن شیخ الحدیث مولانا عبدالحق بن الحاج معروف گل اکوڑہ خٹک میں ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے۔

ابتدائی دینی تعلیم وتربیت

ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد ماجد اور دادا جان، دادی محترمہ سے حاصل کی۔ دینی تعلیم قرآن پاک ناظرہ، کریما ودیگر فارسیات اور فقہی کتب دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے اساتذہ سے پڑھیں، جن میں مولانا سید احمد شائقین صاحب حق، مولانا عبدالغنی، مولانا ہاروت اور مولانا مفتی یوسف شامل تھے۔

عصری تعلیم

عصری تعلیم، تعلیم القرآن پرائمری سکول میں ۱۹۴۸ء کو داخلہ لیکر شروع کی۔ ۱۹۵۴ء کو چہارم پاس کیا، مزید عصری تعلیم ہائی سکول اکوڑہ خٹک سے حاصل کی۔ ۱۹۶۲ء میں میٹرک پاس کیا، عصری تعلیم مزید حاصل کرنے کا شوق دامن گیر تھا لیکن گھریلو استطاعت نہ ہونے کے سبب یہ شوق تشنہ تکمیل نہ ہوسکا۔

معلمی سے عملی زندگی کا آغاز اور دیگر ملازمتیں

عملی زندگی کا آغاز ۱۹۶۳ء میں تعلیم القرآن سکول میں معلمی کے شعبہ سے وابستہ ہوکر کیا۔ پھر امان گڑھ پیپر ملز میں بھرتی ہوکر کئی برس تک اکوڑہ خٹک سے سائیکل کے ذریعہ وہاں آ،جاکر ملازمت کی، ساتھ ہی اکوڑہ خٹک میں آٹے کا دوکان شروع کیا۔ امان گڑھ کی ملازمت چھوڑ کر اکوڑہ خٹک کی پی ٹی سی میں عارضی ملازمت اختیار کی، ٹائم شفٹ میں یہ کام عرصہ دراز تک جاری رکھا۔

کپڑے کی تجارت اور لوگوں کا ان پر بھرپور اعتماد

۱۹۷۰ء میں کپڑے کے کاروبار سے منسلک ہوئے ساتھ ساتھ زمینداری کا شغف بھی رہا۔ اللہ

تعالیٰ نے ان کی بھرپور جدوجہد اور والد محترم کی دعاؤں کے طفیل ہر کاروبار میں زبردست برکتوں سے مالامال فرمایا۔ خوش خلقی، دیانت وامانت اور تواضع جیسے عالی صفات جو آپکو اپنے والد سے ورثہ میں ملنے کی بدولت نہ صرف اکوڑہ خٹک کے باسیوں بلکہ گردونواح کے دور دراز دیہاتوں سے بھی لین دین کیلئے آپ سے رجوع کرنے لگے۔ ۱۹۸۴ء میں چراٹ سیمنٹ کی ایجنسی حاصل کرکے یہ کاروبار بھی ساتھ شروع کیا۔

دیانت وامانت

اہل محلہ اور علاقہ بھر کے بہت سارے لوگ آپ کی امانت وصداقت کی صفت کی وجہ سے اپنی نقدیاں، زیورات وغیرہ آپ کے ساتھ امانت کے طور پر لاکر رکھتے۔ داداجان شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ بھی آپ کی صدق وانصاف اور میراث وتقسیم کے مسائل وغیرہ میں مہارت جیسی صفات کی بنیاد پر خاندانی میراث جیسے امور میں اپنی طرف سے نیابت کے لئے اکثر آپ کو آگے فرماتے تھے۔

عظیم والد کی خدمت میں تارحلت حاضر باشی

اپنے والد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر باشی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ گھر کے علاوہ عمر کے آخری ۱۵ ار ۲۰ سال ہسپتالوں میں حاضر باشی کی سعادت ورفاقت ان کو میسر رہی۔ ۱۹۸۰ء کے بعد تو احقر کو بھی ان کے ساتھ یہ عظیم مواقع بارہا حاصل ہوتے رہے، داداجان کے ہاں گھر میں مہمانوں کا تانتا تو ہروقت بندھا رہتا۔ اسمیں بھی آپ الحمدللہ پیش پیش رہے۔ ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۵ء کے الیکشنوں میں جانی قربانیوں کے علاوہ مالی قربانیوں کا علم احقر کو مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی کیش بک کی ڈائریوں سے ہوا۔ اس طرح اپنے والد محترم کی اسلامی سیاست کے لئے بھرپور جدوجہد کے پس پردہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے شریک رکھا۔ جس کا اجر ان شاء اللہ اعلیٰ علیین میں محفوظ رہیگا۔ والد ماجد مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی آخری خدمات تکفین وتدفین، غسل جیسے اہم امور میں بھی معدودے چند لوگوں میں آپ کی شرکت احقر نے ملاحظہ کی۔

دارالعلوم حقانیہ کے امور میں دلچسپی اور مستقل طور پر منسلک ہونا

والد ماجد کی حیات میں دارالعلوم کے امور میں دلچسپی لیتے تھے، ان کے انتقال کے بعد اپنے بڑے بھائی مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ کے بھرپور خواہش پر دارالعلوم سے باقاعدہ منسلک ہوئے۔ ارکان شوریٰ کے بے حد اصرار پر اپنی تمام مصروفیات اور وسیع کاروبار چھوڑ کر دارالعلوم حقانیہ کی خدمت

کے لئے زندگی وقف کردی۔ دارالعلوم کے موجودہ جدید تعمیرات جیسے احاطہ مدنیہ، احاطہ ماوراء النہر، احاطہ یوسفیہ، احاطہ امام بخاری، دارالحدیث (ایوان شریعت ہال)، اساتذہ کے مکانات کے دونوں بلاک اور احاطہ شیخ الحدیث وغیرہ آپ کے خصوصی دلچسپی اور تعمیر میں کلیدی کردار سے پایہ تکمیل تک پہنچیں۔

مساجد کی تعمیر کا جذبہ

اکوڑہ خٹک میں اللہ کے گھروں مساجد کے تعمیر میں ہمیشہ پیش پیش رہتے، اڈہ مسجد، اعظم گڑھ مسجد، مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر ثانی اور شاہ ولی اللہ مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دارالعلوم کی جدید مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تعمیری نگرانی بھی علالت سے قبل دو سال آپ ہی کے ذمہ تھی۔

ایکسیڈنٹ اور علالت

نومبر 2014ء میں حقانیہ سے ظہر کے وقت اپنے گھر جاتے ہوئے روڈ کراس کرتے کے دوران آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے سر پر شدید چوٹ آئی اسی وجہ سے آج کل آپ گھر میں صاحب فراش ہیں دارالعلوم کے ہر ہر شعبہ میں قدم بقدم آئے روز ان کی مہارت وتجربات سے محروم ہونے کی وجہ سے احساس ہوتا ہے۔

اولاد

آپ کے دو فرزند مولانا حافظ لقمان الحق صاحب اور احقر مولانا حافظ عرفان الحق دارالعلوم حقانیہ ہی کے فارغ التحصیل ہیں اور اس وقت دارالعلوم میں گزشتہ اکیس (۲۱) برس سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ احقر، والد صاحب کی علالت کے دوران حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے حد درجہ اصرار پر انتظامی امور کی نگرانی تدریسی، تصنیفی، سیاسی، معاشرتی اور دعوتی ذمہ داریوں کے علاوہ نبھانے کی کوشش کرتا رہا۔ جبکہ حبیب الحق پشاور یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ آف فارمیسی کرکے رسالپور کے ایک کمپنی میں بحیثیت پروڈکشن منیجر ملازمت کررہے ہیں اور چھوٹے بیٹے محمد عمیر الحق جنوری ۲۰۱۳ء کو روڈ ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش کرگئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

حرمین شریفین کا شغف

۱۹۸۰ء میں پہلی دفعہ حرم شریف کا سفر حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں اختیار کیا، مجھے ایک دفعہ الٰہی اعانت ونصرت کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۷۹ء میں حج کے لئے داخلہ کیا لیکن قرعہ اندازی میں نام نہ نکلا سو وہ رقم بینک سے واپس نکلوا کر رکھ دی، اگلے سال حکومت نے داخلہ کی رقم ہزار روپیہ بڑھا دی: فرمایا کہ خیال تھا کہ گزشتہ سال کی رقم میں قرض لے کر اضافہ کروں گا، لیکن جب گھر جاکر وہ رقم شمار کی تو

وہ امسال کے داخلہ کے برابر نکل آئی ، یہ خدائی اعانت بھی تھی اور داخلہ منظوری کا اشارہ بھی تھا ، قرعہ اندازی کے دن مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ نے انہیں کہا کہ خانخواہ مجھے نہیں بتایا پچھلے سال بھی رہ گئے تھے ، امسال بھی اگر ایسا ہو چلا تو پھر کیا کرو گے؟ لیکن خدا کی دین کہ صوبہ سرحد کی قرعہ اندازی میں پہلا نام ان کا ہی نکل آیا۔ بڑی دھوم دھام سے لوگوں کے جلوس میں اس سفر پر گئے بھی اور واپسی بھی سینکڑوں لوگوں اور طلباء وعلماء کے استقبال سے کی۔

اس کے بعد دوبارہ شیخ الحدیثؒ کی زندگی کے آخری حصہ میں ۱۹۸۸ء کو عازم سفر حرم ہوئے اس سفر میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی ہمراہ تھے ، اردن کے راستہ سے جانا ہوا ، جہاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰت کے قبور کی زیارت کے ساتھ ساتھ مسجد اقصیٰ کے میناروں کی زیارت بھی دور سے نصیب ہوئی۔

۱۹۹۱ء پاکستانی حج ڈیلیگیشن کے ساتھ سفر ہوا ، اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت جالیوں کے اندر جا کر میسر ہوئی ، خادم حرمین شاہ فہد سے بھی ملاقات رہی۔ بعد ازاں دسیوں دفعہ حج بیت اللہ اور رمضان شریف میں عمرہ کی سعادت کیلئے یہ اسفار برابر جاری رہے۔ احقر (مرتب) کو بھی والد ماجد کی رفاقت میں پانچ دفعہ حاضری نصیب ہوئی۔ اس موقع پر مناسک عمرہ ومقامات مقدسہ کی تاریخ وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو سے مستفید ہونے کا بھرپور مواقع ملیں۔ آخری حج 2007 میں ادا کیا ، حرم شریف کی اختتامی حاضری مارچ 2014 میں عمرہ کے دوران ہوئی۔

میراث اور مسائل حج میں اختصاص

بار بار احقر نے ملاحظہ کیا کہ میراث اور حج وعمرہ کے مسائل آپ کو ازبر ہیں اور ان دو فنون میں بعض بڑے بڑے علماء نے بھی آپ سے استفادہ کرتے ہوئے دیکھا۔

بھائیوں کا ایک ساتھ زندگی نبھانے کے بعد واپسی بھی یکے بعد دیگرے

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ان کی علالت کا بڑا رنج تھا اس لئے کہ وہ ان کے دارالعلوم کے انتظامی امور میں دست وبازو تھے ، اور ان کی بیماری کی وجہ سے بہت سے امور رکے ہوئے تھے ، مگر اللہ کو شاید یہی منظور تھا کہ زندگی کے سفر میں ساتھ نبھانے والے دونوں بھائی تھوڑے سے وقفے کے ساتھ آخرت کے سفر میں بھی ایک دوسرے کے پیچھے ہی روانہ ہو گئے ، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی کامل مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی ذاکر حسن نعمانی
مدرس جامعہ عثمانیہ پشاور

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا حمداللہ جانؒ

راقم کے اندازے کے مطابق صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع صوابی (سابق ضلع مردان) میں سب سے زیادہ نامور علما گزرے ہیں۔ ویسے بھی مردان اور صوابی میں علما کی تعداد بہت زیادہ ہے، ضلع صوابی کے گاؤں ڈاگئی میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے ایک نامور شاگرد اور علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ہم درس اور ہم سبق مولانا عبدالحکیم داجویؒ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کو آج دنیا شیخ القرآن، شیخ الحدیث، استاذالکل، جامع المنقول والمعقول، مناظر اسلام جیسے علم وفضل کے القاب سے جانتی اور پکارتی ہے۔ مولانا عبدالحکیم داجویؒ علم وفضل کے بادشاہ تھے آپ فرماتے تھے کہ مولانا سید محمد انور شاہؒ ہمارے ساتھ مستعد طالب علم تھا، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا حبیب الرحمان کاملپوریؒ صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور علامہ الدھر استاذالکل حضرت مولانا حبیب زروبویؒ (والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ) جیسے نامور علما علامہ عبدالحکیم داجویؒ کے شاگرد تھے۔ بقول حضرت مولانا علامہ حمداللہ جان داجویؒ، حضرت علامہ افغانیؒ فرمایا کرتے تھے۔ جس نے ڈاگئی میں سبق (دینی کتب) نہ پڑھا ہو وہ مولوی نہیں بن سکتا۔

ابتدائی تعلیم

حضرت علامہ شیخ حمداللہ جان داجویؒ نے پرائمری تک تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عصری تعلیم کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی تھی۔ چونکہ آپ یتیم تھے اس لئے آپ کی تعلیم وتربیت آپکے بہنوئی حضرت مولانا قاضی امان اللہؒ نے کی۔ اس کے بعد درس نظامی میں علوم وفنون، منطق اور فلسفہ کی اعلیٰ کتابیں مردان میں علامۃ الدھر استاذالکل حضرت مولانا حبیب اللہ زروبویؒ سے پڑھیں، مولانا حبیب اللہ زروبویؒ بڑے بڑے کاملین اکابرین کے استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا عجیب وغریب، منقولی، معقولی علم عطا کیا تھا۔ طالب علم عبارت پڑھتا اور آپ غرض ماتن یا غرض شارح بیان کر کے عبارت بہترین طریقے سے دل نشین کرادیتے۔ پڑھائی جانے والی کتاب کبھی اپنے سامنے نہیں رکھی، ان کے شاگرد اور ہمارے محبوب استاد حضرت علامہ مولانا فضل الٰہی شاہ منصوریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وقت کی کمی اور طلبہ کے ہجوم کی وجہ سے بعض طلبہ کو مسجد سے گھر تک جاتے ہوئے راستے میں سبق پڑھاتے،

طالب علم عبارت پڑھتا اور آپ مطلب سمجھا دیتے جب گھر کے دروازہ تک پہنچ جاتے تو طالب علم سے فرماتے کہ آپ کا سبق ختم ہوگیا۔

سہارنپور کا سفر

اس کے بعد حضرت الشیخ علامہ داجوی مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے۔تین سال تک وہاں تعلیم حاصل کی ،آپ کے سہارپور جانے کے بعد حضرت مولانا حبیب اللہ زروبویؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگ چلے گئے جو ہوا میں پرندے پکڑتے تھے۔اشارہ تھا کہ حضرت مولانا حمد اللہ جانؒ بڑے ذہین اور سریع الاخذ تھے۔دورہ حدیث کے سال جامن کے درخت سے گرنے کی وجہ آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔یار حسین ضلع صوابی کے ہمارے خاندان کے ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ یار حسین سے گاؤں ڈاگئی تک ہم مولانا حمد اللہ جانؒ کو چارپائی میں لیکر گئے تھے۔

حافظہ

آپ ذہن اور ذہانت کے لحاظ سے اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔حافظہ بڑا قوی تھا۔پرائمری میں اپنے کلاس فیلوز کے نام اور رول نمبر آپ کو یاد تھے۔ایک دن میرے سامنے فارسی کے چند اشعار پڑھے اور فرمایا کہ یہ اشعار آج سے پینسٹھ (65) سال قبل پرائمری میں استاد کے حاضری کے رجسٹر پر لکھے تھے، یہ اشعار اس وقت میں نے پڑھے تھے۔پھر کبھی دھرانے کا موقع بھی نہیں ملا نہ مجھے پتہ تھا کہ یہ اشعار مجھے یاد ہیں،اچانک وہ اشعار نوک زبان پر آگئے آپ کو عربی ،فارسی اور اردو کے ہزاروں اشعار زبانی یاد تھے۔دروس اور تقاریر میں سنایا کرتے۔

اساتذہ حدیث

آپ نے دورہ حدیث تک مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کی آپ کے مشہور اساتذ حدیث مندرجہ ہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ ، حضرت مولانا عبداللطیفؒ (ناظم مدرسہ)حضرت مولانا اسداللہ راہپوریؒ اور مولانا منظور احمد صاحبؒ۔

اکابرین دیوبند کی زیارت

جن اکابرین دیوبند کی آپ نے زیارت کی ہے ان کے نام یہ ہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علیؒ ، حضرت مولانا عبدالسمیع اور حضرت مولانا عبدالخالق ملتانیؒ۔

تبلیغی جماعت میں وقت

ایک دن مجھے فرمایا کہ ہندوستان میں دس دن تبلیغی جماعت میں لگائے ہیں ۔ فرمایا اس وقت فضائل اعمال کی کتاب نہ تھی ،امام بخاری کی کتاب ادب المفرد سے تعلیم کیا کرتے تھے ۔ یار حسین ضلع صوابی میں ایک دفع تبلیغی اجتماع ہوا تھا ۔ اختتامی دعا میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے تھے ۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا ہم جس وقت پہنچے اس وقت جناب حضرت حاجی عبدالوہاب ہدایات بیان فرما رہے تھے ۔

تدریس

اہل علم جانتے ہیں کہ علمی شغل کتنا محبوب مشغلہ ہے عالم کی پیاس بجھتی ہے نہ علم سے سیر ہوتا ہے ہر عالم دین کی خدمات میں اہم خدمت تدریس ہوتی ہے ،تدریس کے بارے میں ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ حصول علم کی ایسی مثال جیسے ایک عمدہ اور اعلیٰ خوراک کا نوالہ بغیر چبائے نگل لیا جائے اور تدریس کی مثال ایسی ہے جیسے نوالہ کو اچھی طرح چبانا ۔ اشارہ تھا کہ علم کی حقیقت اور چاشنی تدریس سے حاصل ہوتی ہے ۔ واقعی طالب علمی میں پتہ نہیں چلتا کہ کیا پڑھا تھا ۔ تدریس میں پتہ چلتا ہے کہ علم کی حقیقت کیا ہے اس کا مٹھاس اور ذائقہ معلوم ہو جاتا ہے ۔ آپ کا کل عرصہ تدریس تقریباً پچھتر (75) سال پر محیط ہے ۔ آپ نے چھ سال طالب علمی میں بھی تدریس کی ہے ،سہارنپور میں بھی آپ طلبہ کو پڑھاتے تھے ۔ مظاہر العلوم میں طلبہ کے ساتھ آپ کا تکرار (استاد کا پڑھایا ہوا سبق ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ دھرانا) بڑا مشہور تھا ۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مغرب کے بعد تفسیر جلالین کا تکرار کرا رہا تھا ،اس دوران اساتذہ کرام کے ساتھ نواب بہادر یار جنگ تشریف لائے ۔ مدرسہ کا معائنہ کر رہے تھے ان حضرات کو دیکھ کر میں نے تکرار روک دیا تو اساتذہ کرام نے فرمایا "تکرار جاری رکھو" بہادر یار جنگ نے اساتذہ کرام سے پوچھا کہ کیا یہ بھی استاد ہیں ، اساتذہ کرام نے جواب دیا کہ نہیں یہ یہاں طالب علم ہیں ۔ تکرار کے علاوہ بھی طالب علموں کو بعض مشکل کتابوں کا درس دیتے تھے ۔

علمی رسوخ

آپ کا حافظہ قوی تھا انتہائی ذہین اور حاضر جواب تھے ۔ علمی استحضار بڑا اعلیٰ تھا ۔ فرمایا کرتے تھے علم آں است کہ در میدان است ۔ آپ کا علم اس جملہ کا مصداق تھا ۔ آپ جملہ علوم وفنون پر حاوی اور زبردست علمی رسوخ والے عالم تھے ۔ آپ کا علمی رسوخ مسلم الثبوت تھا معقولات کے امام تھے ۔ میرے ناقص علم کے مطابق قریب کے زمانہ میں پورے برصغیر میں ان کے علمی رسوخ کا کوئی ہم پلہ اور ہم سر نہیں تھا ۔

باقاعدہ تدریس

آپ کی تدریس باقاعدہ بھی تھی اور بے قاعدہ بھی۔ باقاعدہ اس لحاظ سے تھی کہ مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد اپنے گاؤں ڈاگئی میں ساری زندگی جم کر تدریس کی، اپنی مادرِ علمی مظاہر العلوم سے اخذ کر کے مظہر العلوم نام سے دینی مدرسہ کھولا۔ فراغت کے بعد بیس (20) سال تک درسِ نظامی کی فنون کی کتب پڑھائیں۔ ہر فن کی چھوٹی بڑی کتاب پڑھائی، فرمایا ایک دن میں فنون کی پینتالیس (45) کتابیں پڑھاتا تھا، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے بڑے بڑے نامور علما آپ کے شاگرد تھے۔ فرمایا درسِ نظامی کی پڑھائی کا سلسلہ سحری کے وقت سے شروع ہوتا تھا، جب صبح کی اذان ہوتی تو فنون کی اعلیٰ چار پانچ کتابیں پڑھا چکا ہوتا۔ تدریس اس لحاظ سے بے قاعدہ تھی کہ ان پینتالیس کتابوں کی تدریس کسی خاص ضابطہ کے تحت نہ تھی، نہ گھنٹہ بجتا تھا۔ ایک سبق ختم کیا دوسرا شروع کر دیا۔ ایک کو بھی کتاب پڑھاتے اور زیادہ کو بھی اور جو طالب علم جو کتاب پڑھنا چاہتے وہ پڑھاتے، فرمایا اس دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق (جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) کا خط آیا کہ بے قاعدہ اور بے ترتیب پڑھا رہے ہو۔ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک باقاعدہ تدریس کے لئے تشریف لے آئیں فرمایا میں نے جواب دیا جو طالب علم ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہے اس کو آپ کے ہاں بھیج دیا کروں گا اور جو بغیر ترتیب کے پڑھنا چاہے اس کو میں یہاں پر پڑھاوں گا۔ فنون کی بیس سالہ تدریس کے بعد موقوف علیہ کی کتابیں اور دورہ حدیث پڑھانا شروع کیا، ایک سال موقوف علیہ اور ایک سال دورہ حدیث پڑھاتے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ احادیث کے پڑھانے کیساتھ فنون کی تدریس ترک نہیں کی حسبِ ضرورت اور موقع ہر فن کی کتاب بھی پڑھاتے تھے اس بات کا لحاظ بھی نہ تھا کہ پڑھنے والا چھوٹی کتاب پڑھنا چاہتا یا بڑی کتاب۔ میں نے خود دیکھا ایک بچے کو خلاصہ کیدانی پڑھا رہے تھے یہ اجمالی علمی تواضع ہے پچھلی چند دہائیوں سے اکیلے دورہ حدیث پڑھاتے تھے۔

افغانستان میں دورہ حدیث

افغانستان میں جب امارت اسلامیہ قائم ہوئی تو امیر المومنین ملا عمر نے امام المجاہدین استاد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ مدنیؒ سے درخواست کی کہ ہمارے جامعہ فاروقیہ میں دورہ حدیث پڑھائیں۔ آپ نے ان کو جواب دیا کہ دورہ حدیث کے لئے آپ کو ایک لاجواب شخصیت کے بارے میں بتاتا ہوں، چنانچہ حضرت مدنیؒ کی تحریک اور ملا عمرؒ کی دعوت پر آپ اپنا گاؤں مدرسہ اور دیگر دینی سرگرمیاں چھوڑ کر افغانستان تشریف لے گئے اور ایک سال مکمل اور تنہا دورہ حدیث پڑھایا یہ آپکا ایک بہت بڑا علمی اور تاریخی کارنامہ ہے۔

انداز تدریس

آپ نقلی اور عقلی علوم کے امام تھے ۔ منطق فلسفہ اور حکمت پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔فنون کی بعض اعلی کتابوں کے بعض اسباق میں مجھے حاضری اور شاگردی کا شرف حاصل ہے ۔ درسی تقریر زیادہ لمبی نہیں ہوتی تھی ، بلکہ مختصر جامع تقریر ہوتی ۔ مشکل کتاب کی عبارت سمجھانے اور حل کرنے کیلئے آپ کے زبان سے چند جملے نکلتے تو میں سوچتا کہ یہ کتاب اور سبق تو بہت آسان ہے سبق بالکل مشکل نہ لگتا ۔ حالانکہ وہ فن کی مشکل ترین کتاب ہوتی ۔ کمال کی بات یہ ہے کہ کتاب کا رخ طالب علم کی طرف ہوتا اور کتاب بھی طالب علم کے ساتھ ہوتی ، میرا خیال ہے کہ لمبی تقریر کی بجائے اختصار کے ساتھ چند جملوں میں کتاب کا مطلب سمجھانا اور حل کرنا صرف اس شخص کا کام ہے ۔ جو فن اور اس فن کی کتاب پر مکمل حاوی ہو، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بارے میں کہیں پڑھا ہے کہ جب منطق کی کتاب قاضی مبارک پڑھنے کا مرحلہ آیا تو اپنے بھائی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سے فرمایا کہ میں حضرت مولانا رسول خان صاحب سے قاضی مبارک نہیں پڑھتا ۔ علامہ عثمانی کا خیال تھا کہ حضرت مولانا رسول خان صاحب جان چھڑانے والا مختصر سبق پڑھاتے ہیں ، علامہ عثمانی کو اپنے بھائی صاحب نے فرمایا کہ آپ ایک دفعہ کتاب شروع کریں بعد میں دیکھیں گے ۔ علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں میں نے قاضی مبارک کا رات کو خوب گہرا مطالعہ کیا اور دل میں کہا دیکھوں گا کہ حضرت کیسے جان چھڑانے والا سبق پڑھاتے ہیں جب مطالعہ کی خوب تیاری کے ساتھ استاد صاحب کے سبق میں بیٹھ گئے تو استاد صاحب یعنی علامہ رسول خان صاحب نے عبارت کا ترجمہ کر کے چند جملے ایسے کہے جس سے میرے تمام اشکالات ،سوالات اور اعتراضات بہہ پڑے ۔ حضرت شیخ داجوی کے فنون کے اسباق بالکل ایسے ہی تھے ۔

دورہ حدیث

میں نے آپ سے حدیث کی کوئی کتاب نہیں پڑھی ،لیکن اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کی طرح دورہ حدیث تنہا پڑھاتے تھے اور کئی دھائیوں سے معمول تھا ۔ آپ کے درس حدیث اور تدریس کا اختتام آپ کا مرض الوفات ہے مرتے دم تک تدریس چھوڑی نہ حافظہ نے ساتھ چھوڑا ، جب بھی ہسپتال میں یا گھر پر زیارت کی سعادت حاصل ہوتی تو آپ کے حافظہ کو بے نظیر پایا ۔

تفسیری خدمات

تفسیر آپ نے سہارنپور میں حضرت مولانا عبداللطیف سے پڑھی ۔ سعودی عرب کے شیخ الطرازی سے بھی آپ کو تفسیر میں اجازت حاصل تھی ۔ جب آپ 1974 میں حج پر تشریف لے گئے تھے تو بعض عرب

علما کو بعض کتابیں پڑھائیں اور انہوں نے آپ کی علمیت تسلیم کی، آپ کا ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا، روزانہ ایک رکوع کا ترجمہ اور تفسیر صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد پڑھاتے ۔ اس ترجمہ اور تفسیر میں قرب و جوار کے علما اور طلبا اور عوام شریک ہوتے تھے ،اس درس کا بالکل ناغہ نہ ہوتا تھا ۔فرماتے کہ یہ میرا ورد اور وظیفہ ہے ۔اس کے علاوہ تقریبا پچپن (55) سال تک دورہ تفسیر پڑھایا شاہ منصور کی طرح یہ ترجمہ اور تفسیر کا ایک علمی مرکز تھا ، چونکہ آپ ایک راسخ فی العلم مفسر تھے ،اس لئے یہ دورہ تفسیر بڑا علمی ہوتا تھا ۔سورت کے موضوع کے علاوہ ہر رکوع کا خلاصہ عربی زبان میں بیان کرتے ۔اور ساتھ ساتھ بڑی عمدہ اعلی اور علمی تفسیر بیان کرتے ۔ جہاں تک میری معلومات ہیں رکوعات کے خلاصے حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے تھے ۔1985 میں بندہ نے آپ سے دورہ تفسیر پڑھا تھا اپنی ہمت اور ناقص علم کے مطابق دورہ تفسیر میں جو کچھ نوٹ کر کے کاپی محفوظ کر لی میرا خیال تھا کہ کاپی میرے پاس محفوظ ہے لیکن کافی تلاش کے بعد وہ کاپی نہ مل سکی ورنہ آپ کی تفسیر کے چند نمونے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا۔

دیگر خدمات: آپ ایک منقولی ،معقولی ،جید عالم اور مدرس ہونے کے علاوہ بہترین مقرر بھی تھے ۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو کے ہزاروں اشعار یاد تھے ۔صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاوہ افغانستان ،بلوچستان جیسے دور دراز علاقوں تک شاگرد اور لوگ آپ کو مختلف دینی تقریبات میں شرکت کی دعوت دیتے ۔بعض تقریبات اور جنازوں میں آپ کے ساتھ شرکت کا موقع بندہ کو بھی ملا ہے بڑی اعلی پائے کی کبھی علمی اور کبھی عوامی تقریر کرتے ۔علاقائی جنازے سب آپ ہی پڑھاتے ۔مدرسین علما کو اس بات کا اندازہ ہے کہ مدرس عالم کے لئے جنازوں کی شرکت کتنا مشکل کام ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر علما کرام کی تقریری اور مجلس افادات کے محفوظ کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ۔آپ کے تقریری افادات کا سلسلہ بڑا وسیع ہیں ۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ کسی کو توفیق مل جائے کہ آپ کی تقاریر کو تحریری شکل میں لے آئے یہ تقاریر ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔

تصنیف: پٹھان علما تدریس کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں ۔تصنیف کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ انکے علوم ان کیساتھ دفن ہو جاتے ہیں صرف شاگردوں کی شکل میں اپنی علمی یادگاریں چھوڑ جاتے ہیں، آپ کی چند مطبوعہ کتب موجود ہیں (۱) البصائر (۲) دعوت التوحید (۳) منارالحرم (۴) سیف المبین ۔

زباندانی: آپ کو عربی اور فارسی پر دسترس حاصل تھی عربی زبان بڑی روانی کے ساتھ بولتے تھے ۔یار حسین ضلع صوابی کے ایک مدرسہ میں بندہ نے اپنے ترجمہ اور تفسیر کی اختتامی تقریب میں آپ کو مدعو کیا تھا ۔آخری سورتوں کی تفسیر جب بیان کی تو میں نے کہا حضرت تبلیغی جماعت میں عرب حضرات آئے

ہوئے ہیں جو اس تقریب میں شریک ہیں ،عربی میں تقریر کریں تو آپ نے فی البدیہہ عربی زبان میں تقریر کی ،عربی لکھنا اور بولنا ان کے لئے آسان تھا۔ایک دفعہ کسی تقریب میں شرکت کے لئے ایک مہاجر کیمپ صوابی کے کیمپ گئے وہ فارسی بولنے والوں کا کیمپ تھا۔وہاں آپ نے فارسی میں تقریر کی۔

اوصاف

آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی ساری عمر سائیکل پر پھرتے رہے۔سائیکل خود چلاتے تھے۔ جمعیت علما اسلام کے فلیٹ فارم سے آپ نے کئی مرتبہ قومی الیکشن بھی لڑا۔ایک الیکشن کی پوری مہم سائیکل پر چلائی تھی ۔آپ سادہ درویش تھے ،ہاتھ سے جھلنے والا پنکھا بھی ساتھ رہتا تھا درس کے دوران خود ہی اپنے لئے پنکھا اپنے ہاتھ سے جھلتے تھے ۔گزشتہ چند سالوں سے آپ کے لئے بیٹے نے گاڑی خریدی اور اس میں حسب ضرورت آنا جانا ہوتا تھا۔لوگ آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔آپ کی شہرت ڈاگئی مولوی صاحب کے نام سے زیادہ تھی ۔گزشتہ چند سالوں سے ڈاگئی باباجی کے نام سے شہرت پائی۔

تکوینی امتیازات

(۱) تقسیم ہند سے پہلے جو فضلاء تھے ان میں اس وقت دیوبند اور سہارنپور کی آخری نشانی تھے۔

(۲) برصغیر کے معمر عالم دین تھے ۔عمر سو سال سے زیادہ پائی۔

(۳) آپ کا تدریسی دورانیہ تقریبا پچھتر (۷۵) سال ہے۔اسلامی تاریخ میں اتنی لمبی مدت تدریس میرے علم میں فی الحال نہیں۔

(۴) آپکی زندگی میں آپ نے اپنے بعض ایسے نامور شاگرد دیکھے جو درس وتدریس کے بے تاج بادشاہ تھے اور صرف ان کا طوطی بولتا تھا مثلا صوبہ خیبر پختونخوا کے حضرت مولانا سید قریش صاحب ، حضرت مولانا قاضی محمد امین صاحب،حضرت مولانا میر سید صاحب ،حضرت مولانا منفرق شاہ صاحب،حضرت مولانا عنایت الرحمن ،حضرت مولانا گوہر رحمن ، ان حضرات نے آپ کی زندگی میں وفات پائی۔

(۵) بہترین ذہن وذہانت آپ کے علمی خاندان کا بہترین وصف مشترک ہے۔

حضرت شیخ داجوی کے ساتھ بندہ کا تعلق

میں نے ۱۹۸۵ء میں آپ سے دورہ تفسیر پڑھا اور ساتھ ساتھ فنون کی بعض اعلی کتب کے درس میں بھی شرکت کی۔۱۹۸۸ء میں میری شادی کے ولیمہ میں شرکت کے لئے ہمارے گاں مصری باڈہ (اکوڑہ خٹک)تشریف لائے ۔۱۹۸۹ء میں ایک سال آپ کے مدرسہ مظہر العلوم ڈاگئی میں بندہ نے تدریس کی۔

بعض دینی تقریبات میں آپ کے ساتھ شرکت بھی کی۔

خاندان

آپ کے والد ماجد شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد اور اپنے وقت کے یگانہ روزگار، مایہ ناز مدرس اور عالم تھے۔ان کے والد ماجد مولانا رحمت اللہ بھی عالم تھے،آپ (حضرت شیخ داجوی) خود مظاہرالعلوم کے فاضل تھے۔آپ کا ایک عالم بیٹا مولانا فضل اللہ آپ کی زندگی میں وفات پا گیا ہے۔ ایک بیٹا انعام اللہ،ڈاکٹر ہے ایک بیٹا اشفاق اللہ آپ کا سیاسی جانشین ہے اور ایک بیٹا مولانا لطف اللہ مدرسہ مظہرالعلوم ڈاگئی کا ناظم ہے،پوتا مولانا اسداللہ مظہری آپ کا علمی جانشین ہے آپکے دو بھانجے بہت بڑے عالم اور مدرس تھے۔حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب۔آپ کے چچا مولانا محمد صدیق دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے نابینا بھی تھے طلبا کو فنون کی کتب پڑھاتے تھے میبذی کی شرح صدیقیہ کے نام سے عربی زبان میں ان کی یادگار ہے۔

چند واقعات

☆ غیر مقلدین کے ساتھ تقلید کے موضوع پر مناظرہ تھا،حضرت شیخ داجویؒ بھی تشریف فرما تھے، میں بھی وہیں موجود تھا، ہمارے مقلدین کی طرف سے مناظر عالم نے تقلید کے ثبوت کے لیے قیل کے ساتھ کچھ اقوال ذکر کیے غیر مقلد مناظر عالم نے جواب میں کہا کیا قِیلَ قِیلَ لگا رکھا ہے، مزید کہا کہ ہمارے ایک (غیر مقلد) استاد صاحب فرماتے تھے کہ قِیل کا قائل اگر اتنا دلیر اور بہادر ہے تو خود کو ظاہر کر کے دکھلائے،حضرت شیخ داجویؒ نے فوراً کہا قرآن مجید میں کئی مقامات پر قیل آیا ہے،اس کے قائل کو بھی کہو کہ ذرا سامنے آ کر خود کو ظاہر کرے پھر فرمایا کے قِیلَ ہر جگہ تو تمریض اور ضعف کے لیے نہیں آتا بھی تعدد اقوال کے لیے بھی آتا ہے۔

☆ ایک عالم نے منطق کی رد پر کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ معرِّف معرَّف سے اجلی اور بدیہی ہوتا ہے،تاکہ معرَّف کی وضاحت اچھی طرح ہو سکے،انسان معرَّف ہے یعنی اس کی تعریف کرنا ہوگی اور حیوان ناطق،اس کا معرِف یعنی تعریف ہے اور حیوان ناطق قضیہ ہے اور قضیہ میں صدق اور کذب کا احتمال ہوتا ہے لہذا یہ قضیہ (حیوان ناطق) کسی طرح انسان کیلئے معرِف اور تعریف واقعہ ہوگا،اس لئے یہ قضیہ (حیوان ناطق) خود واضح اور بدیہی نہیں، میں نے حضرت شیخ داجویؒ سے وضاحت طلب کی تو فرمایا کہ تمام تعریفات اور معرِفات از قبیل تصورات ہوتے ہیں معرِف کبھی قضیہ نہیں ہوتا، تمام تعریفات میں ہاں یا نہیں کے ساتھ حکم نہیں ہوتا،حیوان ناطق قضیہ نہیں مرکب ناقص ہے،اس کو کس نے قضیہ کہا ہے؟ میں

فوراً سمجھ گیا کہ اس عالم کا اعتراض غلط ہے، غلطی کا منشا تصور کو قضیہ اور تصدیق کہنا تھا۔

☆ ایک عالم نے مجھے قصہ سنایا اب وہ فوت ہو چکے ہیں کہ حضرت! مجھے کتاب پڑھا رہے تھے کتاب کا رخ میری طرف تھا، حضرت کی نظر حاشیہ پر رہتی تھی، میں نے قصداً ایک جگہ انگلی رکھی کہ حضرت یہ حاشیہ نہ دیکھ سکیں تو حضرتؒ نے مجھے یہ نہیں کہا کہ انگلی ہٹا دو! مجھے کہا کہ حیوان کہیں کے! اتنے بڑے بڑے ناخن......
وہ عالم کہنے لگا میں نے فوراً انگلی ہٹالی اور اپنے ناخن دیکھنے لگا، حضرت نے اس دوران حاشیہ دیکھ لیا اور مجھے اس وقت پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ (حضرت) نے مجھے ناخن کے بارے میں اس لئے کہا کہ یہ انگلی ہٹالے۔

☆ جس دور میں آپؒ کے فنون کی اچھی تدریس کا چرچا تھا تو ایک بڑے راسخ فی العلم مدرس تھے، امتحاناً اپنے سر کی ٹوپی اتار کر حضرت شیخ داجویؒ سے فرمایا کہ یہ ٹوپی اسم ہے؟ فعل ہے؟ یا حرف ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ پہلے آپ ٹوپی کو مقسم (کلمہ) میں داخل کریں، پھر میں بتاؤں گا، یہ ٹوپی کلمہ کی کون سی قسم ہے۔

☆ فرمایا کہ ایک عرب شخص نے مسجد حرام میں تھوکا تو میں نے تنبیہ کی وہ کہنے لگا تھوک تو پاک ہے، میں نے کہا کہ میں اگر آپ کے چہرہ پر تھوکوں تو؟ کہنے لگا کیوں؟ میں نے کہا اسلئے کہ تھوک تو پاک ہے۔ وہ خاموش ہوگیا، میں نے کہا کہ اپنے چہرہ پر تھوک برداشت نہیں کرتے اور مسجد حرام جیسی مقدس جگہ پر تھوکنے سے آپ نہیں کتراتے۔

وفات

12 جنوری 2019ء بروز ہفتہ کویت ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں اس فانی دنیا سے باقی دنیا کی طرف انتقال فرمایا، بندہ ملاقات کیلئے ایک دن عشا کی نماز کے بعد حاضر ہوا۔ آپ کے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ ہسپتال میں ایک گھنٹہ گزارا، لیکن حضرت کی زیارت نہ ہو سکی۔ اس لئے کہ انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج تھے۔ اتوار کے دن دو بجے جنازے کا وقت مقرر تھا لیکن لوگوں کی زیادہ تعداد اور انتہائی ہجوم کی وجہ سے نماز جنازہ ایک گھنٹہ تاخیر سے ادا کی گئی۔ جنازہ آپ کے آبائی گاؤں میں آپ کے علمی جانشین پوتے مولانا اسداللہ مظہری نے پڑھایا۔ جنازہ میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جن میں اکثریت علما کرام، مشائخ عظام اور طلبا کرام کی تھی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے دادا مولانا رحمت اللہ اور عظیم والد علامہ عبدالحکیم داجوی کی پہلو میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما کر ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ یہ بھی دعا ہے کہ ان کے جملہ دینی مساعی کو قبول فرما کر ان کے ہزاروں شاگردوں کو ان کے لئے صدقہ جاریہ اور باقیات صالحات بنادے۔

جناب ڈاکٹر اسد زمان
ترجمہ: مفتی یاسر احمد زیرک

مغرب سے مرعوب ذہنیت اور احساسِ کمتری

ڈاکٹر اسد زمان صاحب پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈیویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد کے وائس چانسلر ہیں۔ آپ ۱۹۷۸ء میں سٹینفورڈ یونیورسٹی امریکہ سے اکنامکس میں پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔ موصوف کا شمار اس وقت پاکستان کے ممتاز ماہرین معاشیات میں سے ہوتا ہے۔ آپ وزیر اعظم پاکستان کے اکنامک ایڈوائزری کونسل کے رکن بھی ہیں۔ معاشیات بالخصوص اسلامی معاشیات میں آپ کے کارہائے نمایاں امت مسلمہ کیلئے گراں قدر سرمایہ ہے۔ زیر نظر مضمون دراصل انگریزی زبان میں "A Deep Seated Inferiority Complex" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ راقم نے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا جو اردو قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔ (یاسر احمد زیرک)

ایک معروف صحافی کے تازہ ترین ٹی وی انٹرویو سے مجھے اندازہ ہوا کہ ہماری اذہان کس حد تک گوروں کی برتری اور فوقیت کو اپنے اندر سما چکی ہیں، صحافی کے پاس گوروں کی برتری اور مشرقی لوگوں کی کم تری ثابت کرنے کے لیے ایک لمبی فہرست تھی۔ مزید براں وہ یہ ثابت کرنا چاہ رہے تھے کہ ہم ان تہذیب یافتہ اقوام کی نسبت ہزار گنا بدتر ہیں، ان کی بیان کردہ فہرست سے نمونے کے طور پر محض دو چیزوں پر بات کرتے ہیں، ان کے مطابق گورے ہمیشہ دیانت دار ہوتے ہیں اور اگر کبھی کسی گورے نے جھوٹ بولنے کا ارتکاب کیا تو اس کی زبردست بے عزتی ہو جاتی ہے، اسی طرح ان کا خیال یہ ہے کہ جعلی دوائیاں بیچنا اور بے تحاشہ منافع کمانا صرف ہم جیسے مشرقی لوگوں کا شیوہ ہے۔ صرف یہ نہیں کہ گورے اس طرح کے کام کرتے نہیں ہیں بلکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ تہذیب یافتہ اقوام اس طرح کے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب بھی کر سکتی ہیں۔

ان کی باتوں سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ انہوں نے مغربی تہذیب کو محض ان کی فلموں سے سیکھا ہے، جب کہ حقیقتِ حال کے مطابق وہ جدید مغربی ثقافت سے سرے سے واقف ہیں ہی نہیں۔ جہاں تک جھوٹ بولنے کا تعلق ہے تو "کیلی این کون وے" کی ذمہ داری یہ لگائی گئی ہے کہ وہ "متبادل حقائق" کا ایک تصور تخلیق کریں تاکہ صدر ٹرمپ کے بتائے ہوئے جھوٹ کا دفاع کیا جا سکے۔ لگتا ہے کہ موصوف کو یہ

بات معلوم نہیں ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے عراق کے خلاف جنگ کے معاملے میں اپنے عوام کو دھوکہ دینے کیلئے باقاعدہ مہم چلائی ہے تاکہ جنگ کے پس پردہ اصل حقائق کو پردہ تلے ڈھانپ سکیں۔

محض تیل پر قبضہ کرنے کی خاطر ہزاروں معصوم لوگوں کا قتلِ عام کر کے پورے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ موصوف کو تازہ ترین واقعے کا بھی علم نہیں ہے کہ ہارورڈ کی ایک جماعت کے نصف سے زیادہ طالب علم دھوکہ دہی کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ میں موصوف کو نیوز ویک میں شائع شدہ حالیہ مضمون بعنوان The Truth Is We Are All Raging Liars کے پڑھنے کا مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ مضمون کے مطابق ''ہم امریکی اپنے آپ کو دیانت دار سمجھ رہے ہیں، جب کہ درحقیقت ہم تہذیب وثقافت کے اعتبار سے جھوٹ کا پلندہ ہیں، دوٹوک الفاظ میں میری مراد یہ ہے کہ دھوکہ دہی ہماری نفسیات میں انتہائی گہرائی کے ساتھ شامل ہو چکی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات ہم اس کا ادراک بھی نہیں کر پاتے کہ ہم اس میں مبتلا ہیں۔'' مزید براں جون ۲۰۱۸ء میں واشنگٹن پوسٹ نے رپورٹ جاری کی کہ ٹرمپ نے محض اپنے ابتدائی ۴۲۷ ایام میں ۳۲۵۱ جھوٹے دعوے کیے، جو کہ اوسطاً ۶.۵ دعوے فی یوم بنتے ہیں۔

اسی طرح یہ شاندار تصور کہ ''تہذیب یافتہ مغرب میں جعلی اور نقصان دہ ادویات کے بیچنے کا کوئی تصور ہے ہی نہیں''، اس کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حال ہی میں، گلیکسو سمتھ کلین (جو کہ دوائیاں بنانے والی گوروں کی ایک بڑی کمپنی ہے) نے کچھ جرائم اور عوامی شکایات کا تصفیہ کرنے کی مد میں ۷۵۰ ملین ڈالر کی ادائیگی پر آمادگی ظاہر کی۔ شکایت یہ تھی کہ کمپنی کئی سالوں سے بچوں کی آلودہ قسم کے مرہم اور کچھ غیر مؤثر نفسیاتی دوائیاں بیچ رہی ہے جس کو ہم اپنی زبان میں دو نمبر دوائی یعنی جعلی دوائی کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ منجملہ ان بڑے اور گھناؤنے جرائم میں سے ایک جرم ہے جہاں دوائیاں بنانے والی کمپنیاں دیدہ ودانستہ طور پر خطرناک قسم کی دوائیاں مارکیٹ میں بیچتی ہیں اور اس کے تباہ کن اثرات کے متعلق کی گئی تحقیقات کو چھپاتی ہیں۔

نارتھ کیرولینا کے ایک تازہ ترین کیس میں اٹھارنی جنرل شٹین نے کہا کہ ''جس طرح کہ ہزاروں کی تعداد میں امریکی درد والی ادویات کے عادی بن رہے ہیں اور اس کی وجہ سے مر رہے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ نارتھ کیرولینا کے مریضوں سے صرف پیسہ کمانے کی خاطر یہ کمپنیاں ناقابلِ یقین حد تک مقوی Opioidsایک غیر قانونی ڈرگ (جو کہ ہیروئن وغیرہ پر مشتمل ہے) کا استعمال کرواتی ہے، یہ بے ضمیری ہے، ناقابلِ قبول ہے اور غیر قانونی ہے''۔

’’عوامی اخراجات کے ذریعے زیادہ منافع کمانا مشرقی غیر تہذیب یافتہ اقوام کا شیوہ‘‘ والے تصور کے برعکس دواساز کمپنیاں لازمی اور ضروری دوائیوں کی مد میں بے تحاشہ منافع کما رہی ہیں۔ حالیہ ایک مثال پیش کر رہا ہوں، ٹیورنگ فارماسوٹیکلز نیا یک ہی دن میں’’ ڈیراپرم‘‘ گولیوں کی قیمت ۱۳.۵۰ ڈالر سے ۷۵۰ ڈالر فی گولی بڑھا دی۔ دوسرا مضمون Pharmaceutical Industry Is Biggest Defrauder of the Federal Government واضح کرتا ہے کہ سابقہ دہائیوں میں دواساز کمپنیوں نے دوائیاں بیچنے کے لیے مفروضہ منافع کی غلط اشتہار بازی کی وجہ سے تقریباً ۲۰ بلین ڈالر جرمانہ ادا کیا۔ دوائیوں کی صنعت کاری میں رائج غیر اخلاقی سرگرمیوں کی تفصیلات پر کتابیں اور مضامین موجود ہیں۔ سب سے نمایاں کیس سینیٹر ٹازن کا کانگریس میں پیش کردہ Medicare Prescription Drug Bill ہے، جو ووٹ تبدیل کرنے کیلئے مخالفین پر دباؤ ڈالنے اور ان کو رشوت دینے جیسی بری چال پر مشتمل ہے۔ اس حیران کن بل نے امریکی حکومت کے میڈی کیئر ہیلتھ پروگرام کو مقامی صنعت سے ادویات کی خریداری پر مجبور کیا، چاہے جس قیمت پر بھی ہو اور حکومت کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ قیمت کی کمی کے لیے کمپنی کے ساتھ گفت و شنید کرے، نیز حکومت اس طرح کی ادویات کینیڈا سے بھی درآمد نہیں کر سکتی۔ گویا کہ اس بل کی وجہ سے ۸۰ بلین ڈالر کی خطیر رقم دواساز کمپنیوں کو تحفے میں ملی۔ یہ بات انتہائی تعجب کی ہے کہ اوباما نے اس ایکٹ کو منسوخ کرنے کے لیے مہم چلائی لیکن وہ بھی ان دواساز کمپنیوں کی لابی کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس بل کے پاس ہونے کے دو ہفتے بعد سینیٹر ٹاؤزن نے کانگریس سے استعفیٰ دے دیا تاکہ دواسازی کی صنعت میں 2 ملین ڈالر کی ملازمت حاصل کریں کیونکہ وہ کانگریس میں باقاعدہ ان کی لابی کا حصہ رہیں۔

ممکن ہے کہ اس صحافی کی آنکھوں پر بندھی ہوئی پٹیاں امریکہ کے بارڈر پر تازہ ترین واقعہ کی طرف دیکھنے سے کھل جائیں کہ انہوں نے پناہ گزینوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جب کہ ٹرمپ کی زیرو ٹالرینس پالیسی لوگوں کے غم و غصے اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے منسوخ ہوگئی، ہزاروں بچے اپنے والدین سے جدا ہو گئے، قید و بند میں صعوبتیں برداشت کرنے لگے، چیختے چلاتے ہوئے بچوں اور ان کے والدین کے ساتھ رحم کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا۔ کیا یہ وہ تہذیب ہے جس کی جناب موصوف تعریف کرتے ہوئے تھکتے نہیں؟

واضح رہے کہ میں بھی اس نظریے کا حامی نہیں ہوں کہ مشرق کو مغرب پر برتری حاصل ہے یا مغرب کو مشرق پر، اچھے اور برے لوگ ہر جگہ موجود ہیں۔ اس تحریر کا مقصد صرف اس صحافی کے اس

نظریے کی تردید ہے کہ "مغرب میں تو صرف فرشتے ہی رہتے ہیں، جب کہ ہم مشرقی لوگ فرسودہ اور بداخلاق قسم کے لوگ ہیں"۔ یہ غلط نظریہ صدیوں پرانی کالونائزیشن کے دور کا ابھرا ہوا ہے جس نے نہایت ہی گہرے نفسیاتی اثرات نقش کردیے۔ ہمارا روایتی تعلیمی نظام جہاں تمام طبقات کو مفت تعلیم دی جاتی تھی، وہ انگریزوں نے صرف اس وجہ سے تباہ و برباد کردیا کہ ان کی حکومت کو تعلیم یافتہ عوام کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ انہوں نے ایک ایسا متبادل نظامِ تعلیم متعارف کردیا جہاں مغرب کا احترام ہو اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف اور اپنے ثقافتی ورثے سے نفرت بھی ہو۔ یہ تعلیمی نظام آج بھی رائج ہے اور بعینہ وہی اثرات مرتب کررہا ہے۔ تعلیمی نظام کا اس طور پر خاتمہ کرنا دراصل ایک بڑی سلطنت پر مٹھی بھر انگریزوں کی حکمرانی کرنے کا ایک سبب تھا۔ انگریزوں کے دور میں ان کے بوٹ چاٹنے ہی کے بل بوتے پر حکومتی عہدے ملتے تھے۔ خصوصاً ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جو لوگ انگریزوں کی تعریفیں کرتے اور اپنے لوگوں کیساتھ دغا بازی کرتے، انھیں نوازا گیا، لیکن جو لوگ دیانت دار اور مخلص تھے، ان کی جائیدادیں چھین لی گئیں اور انھیں پابہ سلاسل کردیا گیا۔ انگریزوں کے جانے کے بعد انہوں نے ان بابوں کو اچھے اچھے عہدوں پر تعینات کیا جنھوں نے ان کے ساتھ وفاداری کی اور غلامی کے دور میں ان کے محاسن گردانتے رہیں، جو فخریہ طور پر غلامی کا چغہ پہنتے اور اس کی نمائش کرتے۔ انہوں نے اس بات پر یقین کرتے ہوئے اس کو پھیلایا بھی کہ "ہم تو ذلیل قوم ہیں"، پاکستان کا ہر فرد بدعنوان ہے، اور شکایات کی ایک طویل فہرست کہ بحیثیتِ قوم ہم کتنے بُرے ہیں، جب کہ مغرب کا ہر فرد کامل ہے۔

ایک استاد کی حیثیت سے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ طلبہ کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ بھی احساسِ کم تری ہے۔ طلبہ اس احساس کو لیے ہوئے ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہم ایک پس ماندہ قوم ہیں، انھیں اپنی ذات اور اپنے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرنا سب سے مشکل کام لگ رہا ہے۔ علامہ اقبال کا متاثر کن پیغام اس زہریلے احساسِ کم تری کے لیے ایک زبردست تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ہم ایک انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو نکھاریں اور انھیں جگائیں اور ان کی استعداد کو بروئے کار لائیں تاکہ عقاب کی طرح اڑیں۔

ادارہ

افکار و تاثرات

حضرت مولانا قاضی فضل اللہ، شمالی امریکہ

مولانا ابو السعد خلیل احمد، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں میانوالی

جنرل مرزا اسلم بیگ، سابق سربراہ افواج پاکستان

جناب مولانا ابن الحسن عباسی، بانی و مدیر جامعہ تراث الاسلام

جناب شیرزادہ، سوات

عَاشَ سعيداً و مَاتَ شهيداً

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد! فلا أعرف أو أعزيكم أو أعزّى نفسى أو الجامعة الحقانية والجامعات كلها أو أعزّى أهل الاسلام بأجمعهم وذلك لان الشيخ سميع الحق لم يكن فرداً أو شخصاً واحدا ولكن كان لوحده أمةً وجماعةً وادارة وجامعة عالمية

وتحسب أنك جرم صغير وفيك انطوت العالم الاكبر

فإن برحيل شيخنا وشيخ الكل الشيخ عبد الحق رحمه الله قد كنا فى هم وغم شامل لان الشيخ رحل فانه قد رحل الى رحمة الله وروح و ريحان وجنة نعيم ولكن بالنسبة الى أبناء جامعتنا ان ما ذا يحدث لجامعتنا التى هى افتخارنا و معرفتنا فان الشيخ رحمه الله كان رجلاً عظيماً و كنا نتفكر من يملأ هذا الخلاء ومن يرعى الجامعة بل الجامعات فان جامعتنا كأم الجامعات كلها ولكن لما رحل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جوار رحمة الله عز وجل كانت الأمة فى غم شامل يقولون بزمان الحال فمن لنا بعده لكن الله عز وجل وفق خليفته الصادق الراشد الصديق ابابكررضى الله عنه فقمع الفتن التى ثارت بعدرحيل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ووسّع الدولة الاسلامية الى مختلف النواحى وهكذا هى سنة الله عزوجل اذا أراد بقوم خيراً يعطيهم خلفاء وقد فعله الله عزوجل الله بعد رحيل الشيخ عبد الحق رحمه الله ووفق الشيخ سميع الحق رحمه الله فوسع الجامعة الحقانيه وعرفها فى العالم فكان فى مجال العلم ومجال السياسة وخاصة الامور العالمية وكان يقف بكل اخلاص أمام الفتن ومع ضعفه ومرضه كان

متحركاً بل محركا للآخرين كذلك وليس على الله بمستنكر ان يجمع العالم فى واحد

ولكن الآن لما آخبرنا بشهادة الشيخ رحمه الله والشهادة فى الله سعادة ويمكن ان الشيخ قد طلبها من الله عزوجل لان هذا دأب هولاء الاكابر يريدون ان يعيشواسعداء ويموتون شهداء ولكن المسئلة هى مسئلتنا و مسئلة الامة ان لماذا ؟ اى سوء فعله الشيخ حتى قتل ومن هذا الشقى او من هولاء الاشقياء الذين يفعلون مثل هذه الشنائع وماذا حصل لهم سوئ انهم دعوا غضب الله على انفسهم وعذابه فان الشيخ رحمه الله كان جل عمره لخدمة الدين ولشريعة باى طريق ممكن وره اه حسناً لهذه الخدمة ورغم انه كان شيخى ولكن كان رجلا كريماً فكان يكرمنا كرفيق وهذه هى العظمة أى اكرام الصغار كالكبار والآن نحن و أنا شخصياً فى نفس الكربة إلتى كنت فيها حين وفاة شيخنا الشيخ عبد الحق رحمة الله و كربتى هو السوال الواحد من للجامعة بعده ؟ومع ذلك كنت اعطى الاطمينان لنفسى بجواب "الله" فكما وفق الشيخ سميع الحق بعد رحيل والده العظيم فسوف يوفقكم كذلك فأنتم خير خلف ان شاء الله و كنت افكر فى الامور التى قد تحمل الشيخ مسئووليتها من كتابة الكتب فى مختلف الموضوعات ولكن انا على يقين انكم ذووا استعدادات طيبة لوجاهدتم لفعلتم ان شاء الله وأما الشيخ فكنت اعرفه من آواخر الستينيات واوائل السبعينيات قد تلمذنا عليه وانا شخصياً قد سافرت معه كذلك فكان ذاخلق حسن فى الرفاقة ورغم انه كان شيخى ولكن لحسن خلقه كنا نمازح فيما بيننا ولما اطلعت تفكرت فى الايام الماضية حينما كنا نجلس امام فى دارالحديث وحينما كنا على المنصات امام العامة فى الاجتماعات وحينما كنا فى السجون كذلك وفى اول يوم لما ذهبوابى الى السجن فى هرى بور وقد اطلع الشيخ هناك أن ياتى فكان ينتظرنى فى مدخل السجن مع الاخ شفيق رحمه الله ثم قال لى الآن سوف تستريح لان هذا ليل وسوف اتى اليك فاذهب انت الى درس فتدرس ايضا ثم بعد ذلك يكون الغداء معنا وانه قد دعى رجالاً كباراً على المائدة وقال اكراما لك فقلت له يا شيخى عظمتك وعلى كل حال فرحمه الله رحمة واسعة وتغمده الله بغفرانه واسكنه بحبوحة جنانه الهمكم الله الصبر وأعظم الله بكم الأجر وها أنا ذا أعزى الاسرة بأسرها والجمعة بطلبائها ومشائخه والجامعات فى الباكستان واهل الاسلام فى العالم ولو كان بامكانكم ان تقرأوا عزائى امام الطلاب فيدعوا من قبلى للشيخ رحمه الله ولنا جميعا لذلك والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وأنا القاضى فضل الله من امريكا الشماليه

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت قیامت صغریٰ سے کم نہیں

مکرمی ومحترمی مولانا حامد الحق حقانی صاحب و جملہ اعزہ کرام!

بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲ نومبر ۲۰۱۸ء قبل از نماز مغرب اچانک انتہائی افسوسناک خبر ملی کہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کو انکے گھر میں شہید کردیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترمی! موت العالِم موت العَالَم کہنے کو تو ایک جملہ ہے لیکن ایک عالم کا اس دھرتی سے اٹھ جانا اور وہ بھی اس قحط رجال کے دور میں جہاں ہر سو ظلمتوں کا بسیرا ہے قیامت صغریٰ سے کم نہیں، جب جانے والا صرف اہل علم وفن کا سرخیل ہی نہ ہو بلکہ صاحب دل اور امت کا غمگسار بھی ہو تو چند کلمات اس عظیم سانحہ پر اظہار تاسف کے لئے کیسے کافی ہوسکتے ہیں؟

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے　　　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

اللہ جل مجدہ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کو عجیب امتیازی خصوصیات سے نوازا تھا، ان کے منجملہ اوصاف میں سے یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان کے دل میں اللہ رب العزت نے امت مسلمہ کے زوال اور موجودہ ملکی، ملی اور عالمی مسائل پر کافی کڑھن پائی جاتی تھی جس کی جھلک ان کے کلام، ان کی نشست وبرخاست سے عیاں تھی حتیٰ کہ قوم سے آخری خطاب میں جس شدومد سے اہل حق کی ترجمانی کی اور داعیانہ حیثیت میں ملک وملت اور ایوان بالا کو انتہائی طور پر متنبہ فرمایا، اور ان کی رہنمائی کی۔

ہمارے عظیم المرتبت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نور اللہ مرقدہ مسند حدیث پر قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حکومتی ایوانوں میں بھی صدائے حق کو بلند کرتے رہے ان کی اولوالعزمی قنائیت اور دینی وارفتگی پر اور کیا بات شاہد ہوسکتی ہے کہ مرض، پیرانہ سالی، سفری صعوبتوں اور رکاوٹوں کے باوجود بھی حرمت رسول اور تحفظ ناموس رسالت سے قلب وجگر کو معطر کرکے لاکھوں کے مجمع میں کلمۃ حق عند سلطان جائر کا فریضہ سرانجام دیا اور امت مسلمہ کے دینی، مذہبی اور ملی جذبات کی خوب ترجمانی کی اور حق وباطل میں تمیز کرکے بتلا دیا کہ اہلیان اسلام اور بالخصوص اہلیان پاکستان اپنے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں کس قدر حساس ہیں۔

شہید مولانا سمیع الحق صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی تمام زندگی کو تعلیمی، تبلیغی اور سیاسی شعبہ میں دین کی خدمت کے لئے وقف کررکھا تھا، اور اسی راہ میں جام شہادت نوش کیا، آخری عمر میں مولانا کی زیادہ توجہ تصنیف وتالیف اور تحقیق کی طرف رہی، اللہ رب العزت ان کی ان خدمات کو بارگاہ عالیہ میں قبول فرمادے اور ہمیں ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمادے انہی خصوصیات کی بنیاد پر ہمارے والد گرامی

حضرت خواجہ، خواجگان خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر ملکی اور ملی معاملہ پر خصوصاً ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے مشاورت فرماتے۔ نیز حضرت قبلہ والد صاحب نور اللہ مرقدہ ان کے دینی جذبات کو بھی انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور ان کے تعاون اور شرکت کو انتہائی سراہتے تھے، اس عقیدت اور مودت کے تعلق کو حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خط و کتابت میں جا بجا محسوس کیا جاسکتا ہے۔

میرے عزیز! عالم اسلام اس وقت جس کرب اور غم میں مبتلا ہے اور مزید مبتلا ہوتا چلا جارہا ہے، یہ ہم سب کیلئے ایک عظیم امتحان اور چیلنج ہے یہ وقتی اور عارضی آزمائش نہ صرف راہ ہدایت پر مزید استقامت اور استقلال بخشے گی بلکہ یہ تو وہ سنگ میل ہے جس کو عبور کرنا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت اور اہل حق کا شیوہ ہے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہی جذبات سے سرشار تھے، اور انہی جذبات کے ساتھ فصل کی صعوبتوں سے ہمیشہ کے لئے نجات پا کر وصل کی حقیقی اور ابدی نعمت عظمیٰ کے حقدار ٹھہرے یقیناً انہی نفوس قدسیہ کو يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر: ۲۷-۲۸) سے حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور خوش آمدید کہا جاتا ہے اللہ رب العزت اس عزم و استقلال کے کوہ ہمالیہ کو کروٹ کروٹ راحتیں نصیب فرمائیں، اور ہمیں ان بلند پایہ شخصیات جیسی کامل استقامت، جرات، اور بہادری نصیب فرمادے، ان کے مشن اور مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت عطا فرمائے۔ امین۔

اس عظیم سانحہ پر فقیر انتہائی مغموم ہے اور انہی جذبات کے ساتھ جانشین حضرت شہید حضرت مولانا حامد الحق صاحب دام الله فیوضهم اور ان کے جملہ اہل خانہ سے تعزیت کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے تمام احباب خصوصاً جامعہ کے اساتذہ عظام، طلبا اور فضلاء کرام کے غم میں برابر کا شریک ہے اور فقیر دل سے دعا گو ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی اپنی مرضیات پر چلنے اور تادم آخر اہل حق کی معیت نصیب فرمائے۔ انا لله ما اخذ وله ما اعطىٰ وكل شئى هالك الا وجهه اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه و اكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد، امين بحرمة النبى الامى الكريم صلى الله عليه وسلم

والسلام

فقیر ابو اسعد خلیل احمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں میانوالی

۲۷ صفر المظفر ۱۴۴۰ بمطابق ۶ نومبر ۲۰۱۸

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی

محترمی جناب مولانا حامد الحق صاحب! ۳۔ نومبر ۲۰۱۸ء

آپ کے والد گرامی مولانا سمیع الحق صاحب کی ناگہانی موت کا سن کر دلی صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم نے ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ و تدریس میں وقف کی اور ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی، میرا مرحوم سے محبت وعقیدت کا رشتہ تھا، اوران کے جانے سے میں ایک مخلص دوست سے محروم ہوگیا ہوں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام اہل خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین۔

والسلام

جنرل مرزا اسلم بیگ

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

محترم ومکرم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، برادرم مکرم مولانا حامد الحق و مولانا راشد الحق صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی مع احباب و متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی دردناک وکربناک شہادت کی خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری، انا اللہ وانا الیہ راجعون اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ، اس درندگی اور سفاکیت کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے، ہر جی کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت۔ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، گزشتہ چند عشروں سے اللہ کے نیک بندے اپنے انوار و برکات سمیت جس تیزی سے اس دنیا سے رخصت ہورہے ہیں،یہ جگہ ظلمات سے بھر رہی ہے، شیاطین اس خلا کو پُر کر رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ یہ رذیل دنیا اپنے انجام کو پہنچا چاہتی ہے، ایسے حالات میں جب حضرتؒ کی شہادت کی خبر ملی تو دل نہاں خانوں سے صدا آئی ع ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حضرتؒ کا انتقال پورے عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کی دینی اور ملی خدمات جو انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا تھا وہ امت مسلمہ کیلئے حضرتؒ کی عظیم یادگار اوران کے لئے زبردست صدقات جاریہ ہیں، اللہ رب العزت ان صدقات جاریہ کو قبول فرمائے۔

بندہ ناچیز کیساتھ حضرتؒ کا ایک خاص تعلق تھا، مختلف مواقع پر حضرت کی شفقتوں، محبتوں اور

دعاؤں سے بندہ مستفیض ہوتا رہا، آج جسمانی طور پر حضرت ہم میں نہیں رہے، لیکن روحانی طور پر حضرت ہمارے دلوں میں زندہ ہیں اور رہیں گے۔ حضرت کی شہادت کی خبر ملتے ہی مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ نے تلاوت قرآن کریم اور دیگر اعمال کے ذریعہ حضرت کے ایصال ثواب کا اہتمام کیا، اللہ رب العزت حضرت کی شہادت کو قبول فرمائے اور آپ کو بلند درجات نصیب فرمائے، تمام اہل خانہ اور جمیع متعلقین وتلامذہ کو یہ صدمہ صبر واستقامت کیساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

والسلام
(مولانا) ابن الحسن عباسی
(بانی ومدیر جامعہ تراث الاسلام)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قلم کا حقیقی وارث

حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نومبر تا جنوری ۲۰۱۹ء کے مشترکہ شمارے کے اداریے کے صفحات فیس بک پر نظر نواز ہوئے، پڑھ کر نمدیدہ اور محظوظ ہوا، غم و یاس کی تحریری تصویر دیکھ کر آبدیدہ ہوگیا۔ حزن وملال کے جذبات میں ڈوبے ہوئے قلم سے لکھے ہوئے اداریے کے صفحات دیدنی تھے، فراق وجدائی نے تحریر میں سوز وگداز کی جو کیفیت پیدا کی ہے اس سے تحریر میں بے پناہ کشش نے جنم لیا ہے، میرے خیال میں احساسات ومشاعر کا تحریر سے بہت گہرا تعلق ہے، دل ودماغ افسردہ ہوں، احساسات مجروح ہوں تو کوئی شاعر بنتا ہے اور کوئی نثر نگار، ماشاء اللہ آپ کے سابق اداریے بھی ادبی وتحریری سلیقے سے خالی نہیں۔ مگر یہ حالیہ حادثہ (جس کے تصور سے ہی انسان مرجھا جاتا ہے اور جو آپ کے لئے بہت ہی صبر آزما ہے) نے آپ کے قلم کو توانائی دی ہے، یہ مقام مسرت ہے کہ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں بہترین وارث دیئے ہیں۔ آپ کی تحریر پڑھ کر اطمینان ہوا کہ مولانا کا قلم آپ کو منتقل ہو چکا ہے، میں خود ایسے ہی حادثات کا شکار ہو چکا ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ یہ کتنا مشکل مرحلہ ہے مگر تسلی اس بات کی ہے کہ دکھ اور درد کا لاوا تحریر وادبیت کے انداز میں سیل رواں بن کر بہت سے لوگوں کے لئے علمی تشنگی بجھانے کا باعث بنے گا، ان شاء اللہ۔

شیرزادہ
پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، مدین سوات

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

مولانا الحاج اظہار الحق صاحبؒ کی وفات اور تعزیت کے لئے مہمانوں کی دارالعلوم آمد

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ناظم اعلیٰ اور شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے برادرم مولانا الحاج اظہار الحق ۴ فروری ۲۰۱۹ء کو پشاور کے نجی ہسپتال نارتھ ویسٹ میں طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ،نماز جنازہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ حقانیہ نے پڑھایا، والدمکرم مولانا حامد الحق حقانی اور عم محترم مولانا راشد الحق صاحب بھی سفرحرمین شریفین سے فوری واپس ہوکر نماز جنازہ میں شریک ہوئے ،جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب،اہلسنت والجماعت کے سربراہ حضرت مولانا احمد لدھیانوی ،سپیکر قومی اسمبلی جناب اسد قیصر اپنے وفد سینیٹر ایوب آفریدی اورڈاکٹر حیدرایم این اے کے ہمراہ ،سابقہ وزیر اوقاف مولانا امان اللہ حقانی ،عظیم مجاہد مولانا یونس خالص مرحوم کے فرزندان ،پیر شمس الامین صاحب ،مولانا الیاس گھمن صاحب ،مولانا گل رحمٰن ہر پور (جمعیت نظریاتی)، گلگت کے جمعیت کے رہنما مولانا سراج منیر ،مولانا عبدالحیٔ حقانی امیر جمعیت علما اسلام (س) قبائلی اضلاع اور ملک قسمت جان جنرل سیکرٹری جمعیت علما اسلام (س) شمالی وزیرستان ،مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ کے خلیفہ مجاز مولانا پیر اسلم نقشبندی صاحب ،اقرا روضۃ الاطفال ٹرسٹ پشاور ،بنجار افغانستان کے فضلا شیخین ،مولانا زر جنان حقانی بیرل ،مولانا مراد اللہ حقانی بونیر ،مولانا فضل خالق حقانی تخت بھائی ،مولانا بشیر احمد مدنی سجادہ نشین پیر سباق شریف ،مولانا صاحبزادہ مخدوم عاصم اور جناب عثمان لاہور ،اورکزئی ایجنسی کے متعدد علما کرام ،مولانا شفقت اللہ حقانی جمعیت علما اسلام بنوں کے علماء ،جناب ممتاز خان ،مولانا صادق محمود کرک ، روزنامہ اسلام کے ایڈیٹوریل انچارج مولانا شفیع چترالی کی خاندان کے دیگر بزرگوں کے ہمراہ ، جدی المکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کے تلمیذ دیوبند 95 سالہ مولانا عبدالمالک دیروی ، جمعیت علما اسلام جنوبی وزیرستان کے علماء مولانا سیف الرحمٰن کی سرکردگی میں تشریف لائے ،اس کے علاوہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلا عظام چکوال سے ،معروف معمر عالم دین حضرت مولانا عبدالمعبود مدظلہ اپنے فرزند اور بھانجے کے بیٹے مولانا زبیر ،اٹک کے علما کرام اور سیاسی و تعلیمی شعبوں سے وابستہ اراکین ، جامعہ سراجیہ پنڈی کے مہتمم مولانا سید چراغ الدین شاہ ، انگلینڈ برمنگھم مسید حمزہ

کے خطیب مولانا شاہد اقبال مدرسہ انجرہ کے مہتمم صاحب اور شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء دیگر مدرسین ، جناب عبدالجلیل جان، مولانا ابراہیم اور ولید صاحب ، جناب منیر اور کرنل ایم این اے ، جناب قاری حبیب اللہ نورانی صاحب، اس کے علاوہ سینکڑوں معززین نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ آکر تعزیت کی۔

حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۲۰ جنوری کو حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے جامعہ عثمانیہ گلشن عمر پشاور کے زیراہتمام منعقدہ ثقافتی فیسٹول میں شرکت وخطاب فرمایا۔

۴ رفروری کو مہتمم صاحب نے تفہیم القرآن مردان میں اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کے مشترکہ اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں وفاقی اسناد کے حوالہ سے حکومتی فیصلہ کے بارہ میں گفت وشنید ہوئی۔

۱۲ رفروری کو فلسطین کی تبلیغی جماعت کے وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ والحاج اظہارالحق مرحوم کی تعزیت بھی کی۔

۲۴ رفروری کو مہتمم صاحب نے صوابی میں جلسہ ختم نبوتؐ میں شرکت کی اور خطاب بھی فرمایا۔

نائب مہتمم صاحب اور جامعہ کے دیگر اساتذہ کا سفر حرمین

۲۴ جنوری ۲۰۱۹ء کو والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی ،عم مکرم حضرت مولانا راشدالحق صاحبان اور راقم سفر حرمین شریفین کے لئے گئے اور دادا جان شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لئے عمرہ ادا کیا گیا۔ اسی طرح مولانا سید یوسف شاہ صاحب بھی ۲۳ جنوری کو مکہ مکرمہ بغرض عمرہ ادائیگی کیلئے پہنچے۔ جامعہ کے شعبہ حفظ کے استاد مولانا قاری زاہد صاحب ،دفتر تعلیمات کے ناظم مولانا راحت اللہ مدنی اور جامعہ کے مدرس مولانا حمایت الحق صاحب نے بھی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۱۰۔فروری بروز اتوار دادا جان شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بعد جمعیت علمائے اسلام کا پہلا مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہوا، اجلاس میں متفقہ طور پر والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی کو آئندہ پانچ سال کے لئے جمعیت علمائے اسلام پاکستان کا مرکزی امیر منتخب کیا گیا۔ مولانا حامدالحق حقانی نے اپنے انتخاب کے بعد اپنے خطاب میں معزز شوریٰ کے ارکان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ان شاء اللہ اپنے والدمحترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چھوڑے ہوئے مشن کو آخری دم تک آگے بڑھائیں گے۔

نائب مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے اسفار

۶ دسمبر کو والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی دو روزہ دورہ پر لاہور پہنچے، جہاں انہوں نے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مرکز شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیت علمائے اسلام جنوبی پنجاب کی شوریٰ کے اجلاس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ جہاں پر جمعیت علمائے اسلام کے سرپرست اور مولانا احمد علی لاہوریؒ کے جانشین حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مولانا حامد الحق حقانی کی دستار بندی کی۔ اسی روز رات کو ضلع قصور الٰہ آباد میں جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا، جمعیت علمائے اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے جلسہ گاہ کے کئی میل باہر شاندار استقبال کیا اور قافلہ کی شکل میں انہیں جلسہ گاہ تک پہنچایا۔

۱۳ دسمبر کو جمعیت علمائے اسلام خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام پردہ باغ پشاور میں شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں عظیم الشان تعزیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے، کانفرنس کی صدارت والد محترم مولانا حامد الحق حقانی نے کی اور آپ نے صدارتی خطاب فرمایا، کانفرنس میں جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی، نائب امیر مولانا عبدالخالق، صوبائی امیر مولانا سید یوسف شاہ، مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مولانا شاہ عبدالعزیز و دیگر نے بھی خطاب فرمایا۔

۲۶ دسمبر کو حضرت مولانا عبدالمالک قادری اور حضرت مولانا پیر نور الحق قادری (وفاقی وزیر مذہبی امور) کے والد محترم اور معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا پیر عبدالعزیز صاحب المعروف حضرت شیخ گل صاحبؒ کی نماز جنازہ (لنڈی کوتل) میں حضرت مہتمم صاحب اور جامعہ کے وفد کے ہمراہ شرکت کی۔

۱۰ جنوری کو دفاع پاکستان کونسل اسلام آباد کے زیر اہتمام شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس نیشنل پریس کلب گراؤنڈ اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس کی صدارت والد محترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے کی، کانفرنس سے کونسل کے دیگر قائدین مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مولانا اورنگزیب فاروقی، جناب عبداللہ گل، مولانا سید یوسف شاہ اور دیگر قائدین نے خطاب فرمایا۔

۱۳ جنوری ڈاگئی صوابی میں بقیۃ السلف حضرت مولانا حمد اللہ جان ڈاگئیؒ کے عظیم الشان تاریخی جنازہ میں شرکت کی، والد صاحب کے ہمراہ مولانا سید یوسف شاہ، مولانا راشد الحق، مولانا لقمان الحق، مولانا اسامہ سمیع، مولانا عرفان الحق اور راقم موجود تھے۔ حضرت مولانا انوار الحق صاحب سفر کراچی پر تھے، بعد میں تعزیت کے لئے مولانا سلمان الحق کے ہمراہ ڈاگئی تشریف لے گئے۔

۱۷ جنوری کو اٹک شہر میں ممتاز سیاستدان ملک حاکمین خان کی وفات پر تعزیت کیلئے ان کی رہائش گاہ پر ان کے صاحبزادے سابقہ وزیر ملک شاہان حاکمین خان سے تعزیت کی۔

۲۰ جنوری کو ضلع بنوں میں جمعیت علمائے اسلام کے سرپرست ڈاکٹر نواز خان کی طرف سے منعقدہ شہید

ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔
۱۵۔فروری کو والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صوبہ خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع کے دو روزہ دورہ پر ڈیرہ اسماعیل خان، بلاچی، بگی مروت، کرک وغیرہ پہنچے جہاں انہوں نے جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنسوں کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔
۱۷فروری: جمعیت علمائے اسلام ضلع ہری پور کے زیر اہتمام ٹی ایم اے ہال میں شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کی صدارت و خطاب فرمایا۔
۲۰ فروری: جمعیت علمائے اسلام ضلع بونیر کے زیر اہتمام شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا، ان تمام اسفار میں جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات اور صوبہ خیبر پختونخوا کے امیر مولانا سید یوسف شاہ صاحب بھی والد محترم کے ہمراہ تھے۔
مذکورہ بالا تمام اجتماعات میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ پورے زور و شور سے شرکائے اجتماع نے بیانگ دہل دہرایا اور قاتلوں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

دفاع پاکستان کونسل کی قیادت

۳ دسمبر کو مسجد قباء اسلام آباد میں دادا جان شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بعد دفاع پاکستان کونسل کا پہلا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس میں کونسل میں شامل تمام جماعتوں کے سربراہان شریک ہوئے، جس میں متفقہ طور پر والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کو دفاع پاکستان کونسل کا نیا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۲۷۔فروری کو جامعہ رحمانیہ اسلام آباد میں بھارتی جارحیت کے خلاف دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا حامد الحق حقانی نے کی، جس میں کونسل میں شامل دیگر قائدین شریک ہوئے۔اجلاس کے بعد چیئرمین دفاع پاکستان کونسل مولانا حامد الحق حقانی نے دیگر قائدین کے ہمراہ پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بھارتی جارحیت کے خلاف پوری قوم متحد ہے اور یکم مارچ کو پورے ملک میں بھارتی جارحیت کے خلاف اور افواج پاکستان کے حق میں مظاہرے منعقد ہوں گے۔

عوامی جمہوریہ چین کے وفد کی دارالعلوم آمد

۱۸فروری ۲۰۱۹ء: محترمہ ڈاکٹر تانگ شوزیان (انسٹیٹیوٹ آف ہتھنک اینڈ ریلیجس سٹڈیز، نارتھ ویسٹ یونیورسٹی آف پولیٹیکل سائنس اینڈ لاء، شیان چائنہ) جناب وانگ، ریسرچ سکالر (اصول الدین) انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، جناب فداء الرحمٰن صاحب لیکچرر شعبہ سوشل سائنسز BUITEMS کوئٹہ، دارالعلوم تشریف

لائے اور عم محترم مدیرالحق مولانا راشد الحق صاحب سے انٹرویو ریکارڈ کیا اور آپ نے انہیں جامعہ کا وزٹ کرایا۔
۲۶ دسمبر کو پروفیسر ڈاکٹر رمضان (انسٹیٹیوٹ فار ویسٹرن فرنٹیئر ریجن آف چائنہ) جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، راقم نے انہیں جامعہ حقانیہ کے مختلف شعبوں کا تفصیلی دورہ کروایا اور جامعہ کی تاریخ وخدمات کے حوالے سے انہیں آگاہ کیا۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس

۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور شوریٰ کے اغراض ومقاصد اور ایجنڈا پیش کیا۔ بعد میں باضابطہ طور پر حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی، مدلل اور پرمغز خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور پھر سال ۳۹۔۱۴۳۸ھ کے آمد وخرچ کا تفصیلی میزانیہ پیش کرتے ہوئے جامعہ حقانیہ کے ملکی، ملی ودینی خدمات پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور ادارہ ہذا کی قبولیت عامہ، روز افزوں ترقی کو اللہ کا خصوصی انعام اور جامعہ کے بانی اور اسکے مخلص ساتھیوں اور معاونین کا عظیم کارنامہ قرار دیا۔ سال گزشتہ کے آمد اور اخراجات کے بعد سال ۱۴۴۰ھ کیلئے مطلوبہ بجٹ جو کہ سال کے لازمی اور روزمرہ کے اخراجات پر مشتمل تھا' شوریٰ کے سامنے پیش فرمایا۔ اس کے علاوہ ادارہ کے بعض اہم ترین اور فوری نوعیت کے عزائم ومنصوبے اراکین شوریٰ کو متوجہ فرمایا۔ اراکین شوریٰ نے دارالعلوم حقانیہ کے کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے بہترین آراء وتجاویز سے ادارہ کے منتظمین کو نوازا۔ اس عزم کا اظہار فرمایا کہ حقانیہ کی مزید ترقی واستحکام کیلئے ہم ایک بار پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے مخلص رفقاء کا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ شوریٰ نے سالانہ بجٹ کے منظوری کیساتھ آئندہ عزائم کے ابتدائی اخراجات کے طور پر منظوری توکلا علی اللہ بامید آمد اس یقین کیساتھ دی کہ اللہ اہل خیر کے ذریعہ اسکے مہیا کرنے کی صورتیں پیدا فرماوینگے۔ اجلاس کے آخر میں شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور ناظم دارالعلوم حقانیہ مولانا الحاج اظہار الحق صاحبؒ اور رکن شوریٰ جناب عثمان خان آف بدرشی کیلئے خصوصی دعا کی گئی۔ بعد میں مہمانوں کی ضیافت کیلئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا۔

جامعہ کے شعبہ حفظ کے استاد قاری ذاکر اللہ حقانی صاحب کو صدمہ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ حفظ کے استاد قاری ذاکر اللہ حقانی صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۷ فروری ۲۰۱۹ء کو انتقال فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحومہ نیک سیرت، پاکدامن اور صفات خیر سے متصف خاتون تھیں، جن کی نماز جنازہ بعد از نماز ظہر جامعہ حقانیہ میں حضرت مولانا انوار الحق، مہتمم جامعہ حقانیہ نے پڑھائی، اللہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

تعارف وتبصرہ کتب

- **تجلیات عثمانی** مؤلف: پروفیسر مولانا محمد انوار الحسن شیرکوٹی

ضخامت: ۷۰۷ صفحات ناشر: مکتبہ دارالعلوم ۔ کراچی ۔ ۱۴

حلقہ علم وفضل، قلم وادب میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بلند نام اور عظیم مقام حاصل کیا، ان سے سینکڑوں تشنگان علوم نبوت نے استفادہ کیا، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے اور ان کے وہ تلامذہ بھی بڑے اہم علمی مراتب پر فائز رہے اور ملک وملت کی رہنمائی اور تعمیر وترقی میں ہمیشہ کوشاں رہے، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی علمی، تدریسی، دعوتی، قلمی، سماجی اور سیاسی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ان پر سینکڑوں اہل علم وقلم نے بہت کچھ لکھا ہے۔

زیر نظر کتاب ''تجلیات عثمانی'' بنیادی طور پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی سوانح عمری ہے، جس میں پروفیسر مولانا محمد انوار الحسن شیرکوٹی صاحب نے پندرہ ابواب کے تحت شیخ الاسلام کی علمی وسیاسی زندگی کا احاطہ کیا ہے، مؤلف موصوف نے ان کے عہد کے سیاسی حالات پر بھی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ مثلاً ''تحریک پاکستان'' میں علمائے دیوبند اور خاص کر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی شرکت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ پروفیسر مولانا محمد انوار الحسن شیرکوٹی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ پر اس کے علاوہ بھی کتابیں مرتب کر چکے ہیں، گویا کہ مؤلف موصوف شیخ الاسلام پر ایک اتھارٹی ہیں، یہ کتاب اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، اب مکتبہ دارالعلوم کراچی کورنگی نے زمانے کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کمپوز کر کے بہترین انداز سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی سوانحی کتابوں میں سے یہ کتاب ایک بہترین، مبسوط اور مفصل کتاب ہے جس کے ذریعے شیخ الاسلام کا علمی مقام ومرتبہ واضح ہو جاتا ہے، یہ ایک قیمتی اور انمول تحفہ اور بہترین سوغات ہے۔

- **نفحة الابرار** (نیکوکاروں کی مہکار) افادات: محی السنۃ مولانا ابرار الحق کلیانویؒ

مرتبین: مولانا ضیاء الرحمن صاحب، مفتی ثناء الرحمن صاحب ضخامت: ۳۸۴ صفحات

ناشر: خانقاہ عارفی بی 70 بلاک گیارہ شاداب مسجد گلبرگ کراچی

تخلیق انسان کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا آخر میں نبوت کا باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہوا اور وہ خاتم النبیین ٹھہرے لیکن اصلاح و دعوت کا یہ سلسلہ رکا نہیں، انبیاء کے بعد انبیاء کے وارثین علمائے کرام نے اس اہم فریضہ کو سنبھالے رکھا اور دعوت و اصلاح کے مختلف شعبوں میں اہم خدمات انجام دیں اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے ،ان شعبوں میں شعبہ وعظ بھی ایک اہم ترین شعبہ ہے ،جس سے ہر دور میں علماء منسلک رہے ہیں۔ مولانا ابرار الحق کلیانویؒ محتاج تعارف نہیں ،تصوف اور احسان وسلوک کے میدان میں ایک معروف اور نامور شخصیت ہیں،ان کے وعظ و ارشاد کا ایک بہترین سلسلہ تھا جس سے کثیر تعداد میں لوگ مستفید ہوتے رہے اور اپنی اصلاح کی فکر کرتے رہے ،ان کے یہ مواعظ و ارشادات روحانیت کے شاہکار ہوتے تھے اور ان کے یہ مواعظ ان کے متوسلین کیسٹ میں محفوظ بھی کرتے تھے، اللہ بھلا کرے مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب اور مفتی ثناء الرحمٰن صاحب کی جنہوں نے محنت شاقہ کے بعد اس کو کتابی شکل میں مرتب کر کے اب شائع کرنے کے سعادت بھی حاصل کی۔ یہ مواعظ اصلاح نفس کیلئے نسخہ کیمیاء کی حیثیت رکھتا ہے ،یہ مجموعہ اپنے موضوع پر ایک بہترین تحفہ ہے جس سے عامۃ الناس اور خواص دونوں یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

- **اطاعت اللہ و رسولؐ یا خواہش نفس؟** تصنیف: محترم رشید اللہ یعقوب

ضخامت: ۴۰۰ صفحات ناشر: رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر کلفٹن کراچی 0213587561

محترم جناب رشید اللہ یعقوب صاحب کافی عرصہ سے اس کوشش میں مصروف عمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اللّٰہ ہی سے پکارا جائے، ہر تحریر میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کوئی بات آئی ہو تو خدا، گاڈ، ایزد اور یزد کی بجائے اللّٰہ ہی کا مبارک نام لکھا جائے، موصوف کی مساعی جمیلہ یقیناً ایک اہم عمل کی طرف بہترین پیش رفت ہے، اس سلسلے میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں اور اردو کے علاوہ موصوف کی کتابوں کا دیگر زبانوں میں بھی تراجم ہو چکے ہیں اور انہوں نے اپنی کتابیں لوگوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس موضوع پر انہوں نے چھ کتابیں لکھیں اور مزید کام بھی جاری ہے زیر تبصرہ کتاب ’’اطاعت اللہ و رسول اللہ یا خواہش نفس؟‘‘ موصوف کی چھٹی کتاب ہے اور اپنے موضوع پر ایک بہترین کاوش، قیمتی سوغات اور انمول تحفہ ہے، اللہ موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے آمین۔